4.
Mr. M.Salam E.E.,
Power System Planning
Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

POSTAL REGISTRATION No. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۳۲۵۹

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُودِ

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّاَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد : ۴۵
شمارہ : ۲۴

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN.

شرح چندہ
سالانہ: ـــــ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

۲۶ محرم ۱۴۱۷ ہجری ۱۳ احسان ۱۳۷۵ ہش ۱۳ جون ۱۹۹۶ء

## اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۷ جون (ایم.ٹی.اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین یورپی ممالک کے دورہ اور جرمنی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے بعد بخیریت لنڈن تشریف لے آئے ہیں الحمد للہ۔ آج حضور انور نے مجلس فضل لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے احباب جماعت کو دعوت الی اللہ کی تلقین فرمائی۔

احبابِ جماعت حضور انور کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِطُولِ حَیَاتِہٖ وَمَتِّعْنَا بِفُیُوضِہٖ وَبَرَکَاتِہٖ۔ آمین۔

# سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بلجیم میں ورود مسعود

بلجیم [نمائندہ الفضل]: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۷ مئی بروز جمعۃ المبارک قریباً سوا تین بجے مسجد فضل لنڈن سے بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے دورے پر روانہ ہوئے اور رات بلجیم مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔ ۱۸ مئی کو صبح ساڑھے نو بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلجیم کی مجلس شوریٰ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ آل عمران کی آیات ۱۶۰ اور ۱۶۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر مجلس شوریٰ کی اہمیت اور اس کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس شوریٰ کا جو نظام اسلام نے جاری فرمایا ہے اور جسے خدا نے اپنے خاص فضل سے ہمیں توفیق بخشی ہے کہ از سرِ نو ایک زندہ نظام کے طور پر اسے پیش کریں۔ یہ ایک صالح [illegible] ہے اور یہ بہت سے پہلوؤں سے ممتاز اور الگ شان رکھتا ہے۔

حضور نے تلاوت فرمودہ آیات کے حوالہ سے بتایا کہ شوریٰ کے اس نظام میں نہ علم کو اہمیت دی گئی ہے اور نہ عقل کو بلکہ صرف تقویٰ کو اہمیت دی گئی ہے اور اس پہلو سے یہ نہایت تعجب انگیز بات ہے کہ دور دور سے نمائندے آئیں اور مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور ان کے لئے علم کی شرط ہی نہ ہو۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک عقل کا تعلق ہے وہ تقویٰ میں مدغم ہو جاتی ہے لیکن علم کی کوئی شرط اس میں بیان نہیں فرمائی گئی۔ یہ عجیب غور و فکر کا دیوان ہے جس میں علم کی کوئی شرط موجود نہیں ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ نبی جو اس سارے نظام کا شہنشاہ ہے وہ خود امی ہے یعنی وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ امیوں میں سے ہی ایک امی کو چنا گیا جسے تمام دنیا کو ہدایت دینے اور تعلیم دینے کے لئے ایک ایسا فریضہ سونپا گیا جو اس سے پہلے کسی کو سونپا نہیں گیا۔ سوال یہ ہے کہ اس میں علم کو اہمیت کیوں نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا انہی آیات میں اس کا حل موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ دراصل اہل علم سے مشورہ کے لئے بلائی ہی نہیں گئی بلکہ اہل تقویٰ سے مشورہ کے لئے بلائی گئی ہے۔

## تقویٰ، مجلس شوریٰ کی جان ہے

حضور نے فرمایا کہ یہاں مشورہ کا حق تو دیا گیا ہے لیکن مشورہ قبول کرنے کا اختیار حضرت محمد رسول اللہ کو دیا ہے جو خود امی تھے اور وہ کسی مشورہ کو اس لئے قبول کرتے ہیں کہ ان کی نظر بہ وقت اس بات پر ہوتی ہے کہ میرے اللہ کو یہ مشورہ پسند ہے یا نہیں ہے۔ اس پہلو سے تقویٰ جان ہے اس مجلس شوریٰ کی اور تقویٰ رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتا ہے "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" کہ چونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری رضا کے سوا تو کوئی فیصلہ نہیں کرتا اس لئے جب ہماری رضاجوئی کے لئے کوئی فیصلہ کر لے تو پھر ہم پر توکل رکھ۔

حضور نے فرمایا کہ جیسے قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون، اسے صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح شوریٰ کی قربانی کی روح بھی تقویٰ ہے۔ اگر تقویٰ سے مزین باتیں ہوں تو اللہ کی پیار کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ جہاں تک مشوروں کی ظاہری حیثیت کا تعلق ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ان پر عمل کی توفیق بھی خدا سے ملتی ہے۔ ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق بھی خدا سے ملتی ہے۔ پھر فرمایا: (باقی صفحہ ۷ پر)

# میں وہ درخت ہوں

## جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

### فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُرآب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک اپنا کام پورا نہ کر لے ... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو تمہارا یہ کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۶-۱۷)

○

## جلسہ سالانہ انگلستان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جلسہ سالانہ انگلستان ۲۶، ۲۷، ۲۸ جولائی ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوگا۔
احباب اس روحانی اجتماع کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں!

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳ احسان ۱۳۷۵ ہش

# دیوبندی چالوں سے بچئے!

کُل ہند مجلس "تحفظِ ختم نبوت" دارالعلوم دیوبند سہارنپور (یوپی) نے ایک کتابچہ بعنوان "محمد صلعم کے پریمی کہاں ہیں"؟ شائع کراکر یوپی ہریانہ اور ملک کے بعض اور صوبوں میں پھیلایا ہے جس میں اپنی پُرانی عادت کے مطابق بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ پر طرح طرح کا کیچڑ اُچھالا ہے نہایت گندی اور جھوٹی زبان استعمال کی ہے، لغو اور گھناؤنے الزامات لگائے ہیں اور احمدیوں کے خلاف معصوم مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی ہے، مسلم نوجوانوں کو اُکسایا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ملک میں فساد یعنی "دیوبندی جہاد" میں مصروف ہوں۔ اس دیوبندی جہاد کے نتیجے میں بعض جگہوں پر احمدیوں کو مارا پیٹا بھی گیا ہے، ان کو لہو لہان کیا گیا ہے، مسجدوں سے دھکے دے کر نکالا گیا ہے اور "کافر کافر" کہہ کر گندی گالیاں نکالی گئی ہیں اور یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

ان دیوبندیوں کو اپنا یہ اسلام مبارک ہو دراصل سردارِ دوجہاں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ عام مسلمان تو درکنار علماء بھی شرپسند اور آسمان کے نیچے بدترین مخلوق بن جائیں گے اس دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا۔

یاتی علی النّاس زمانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یبقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مساجدھم عامرۃٌ وھی خرابٌ من الھدی عُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ تخرج الفتنۃ وفیھم تعود
(مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۸)

ترجمہ:۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن کریم کی صرف عبارت باقی رہ جائے گی مسجدیں اُن کی بڑی عالیشان اور آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہی میں سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں واپس لوٹیں گے۔

آج یہ وہی دور ہے جس کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

ہ۔ اسلام صرف نام کے طور پر رہ گیا ہے یعنی نام پوچھو تو مسلمانوں جیسے ہیں لیکن عمل حقیقی مسلمانوں جیسے نہیں بلکہ اب تو یہاں تک حد ہو چکی ہے کہ ہزاروں مسلمان ایسے بھی ہیں جن کے نام بھی آپ کو مسلمانوں جیسے نظر نہیں آئیں گے بلکہ بات کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے باپ یا دادا مسلمان تھے اور انہوں نے حالات سے مرعوب ہو کر اپنی اولاد کا نام بدل دیا تھا۔

ہ۔ اسی طرح حدیث شریف کے عین مطابق قرآن کریم کی عبارت صرف لکھے ہوئے الفاظ کے طور پر محفوظ ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو اس لکھی ہوئی عبارت کو پڑھنا نہیں جانتے۔ ترجمہ جاننا اور عمل کرنا تو دُور کی بات ہے۔ ہزاروں مسلمان گھرانے ایسے ہیں جہاں گھروں میں دیکھنے کے لئے بھی قرآن مجید نہیں ملتا۔

● مذکورہ حدیث مبارک میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مساجد آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ آج آپ برصغیر ہند و پاک میں بظاہر نہایت خوبصورت مسجدیں بھی دیکھیں گے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ ان میں نمازی بھی حاضر ہوتے ہیں لیکن مسجدوں کی آبادی کے نتیجہ میں جو ہدایت حاصل ہونی چاہئیے وہ ان نمازیوں کو ہرگز نہیں ملتی کیونکہ مسجدوں میں فرقہ بندی کی تعلیم دی جاتی ہے دوسرے فرقہ کے لوگوں کو کافر کافر کہہ کر مسجدوں سے باہر نکال دیا جاتا ہے امام صاحبان گاؤں کے لوگوں سے اناج اور پیسہ وصول کرنے کے لئے مسجدوں میں نماز پڑھاتے ہیں علاوہ اس کے آپ ایسی مسجدیں بھی دیکھیں گے جہاں ان مسجدوں کو آباد کرنے والے دوسرے فرقہ کے لوگوں کے خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پاکستان میں آجکل کیا ہو رہا ہے؟ شیعہ سُنّیوں کی مسجدوں کو لہو لہان کر رہے اور سُنّی مولوی شیعہ مسجدوں کے نمازیوں کو خون سے رنگ رہے ہیں۔ تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ بالخصوص ہندوستان میں ہزاروں مسجدیں ایسی ہیں جنہیں یا تو شہید کر دیا گیا ہے اور یا غیر مسلم ان مساجد میں اپنے جانور باندھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے ایسی کئی مساجد کو گوبر سے صاف کر کے، دھو کر انہیں آباد کیا ہے، ان پر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے انہیں نماز پڑھنے کے قابل بنایا ہے لیکن حد یہ ہے کہ جس وقت احمدی ایسی مسجدوں کو آباد کر لیتے ہیں اور وہاں نماز اور قرآن مجید کی تلاوت شروع ہو جاتی، لاؤڈ سپیکر لگا کر اذان کی آواز دُور دور تک پہنچائی جاتی ہے تب ان دیوبندی مولویوں کی غیرتِ اسلام کی رگ پھڑک اُٹھتی اور وہ فوراً معصوم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے انہیں بھڑکاتے ہیں کہ تم تو کافروں سے نماز اور قرآن مجید پڑھ رہے ہو۔ اپنے روایتی انداز میں گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ قادیانی اللہ اور اس کے رسولؐ کی توہین کرنے والے ہیں۔ سمجھدار مسلمان تو اس چال کو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ دیوبندی نہ خود مسلمانوں کی نسل کو تعلیم دیتے ہیں اور نہ برداشت کرتے ہیں کہ یہ پڑھ لکھ جہالت کے جنگل سے باہر نکل جائیں چنانچہ وہ ایسے دیوبندی مولویوں کو جو گاؤں میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں پوچھتے ہیں کہ اے اسلام کے ہمدردو! اور اے محمد صلعم کے پریمیو! اس وقت تم کہاں تھے جب یہاں کی مسجد بے آباد تھی، اس میں گندگی پڑی تھی۔ ہم اور ہمارے بچے نماز روزے سے غافل اور قرآن مجید سے لاعلم تھے اب جبکہ ہم نے ان احمدیوں کے ذریعہ ہی اسلام کی واقفیت حاصل کی ہے تو تم ان کو کافر اور رسول خدا کی توہین کرنے والے کہتے ہو۔

لیکن بعض جگہوں پر جہاں معصوم مسلمان ان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں وہاں مسجدیں پھر بے آباد ہو جاتی ہیں چند دنوں بعد نماز اور قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اس طرح یہ مولوی پھر کسی دوسرے گاؤں کو دین اسلام سے محروم کرنے کے لئے نکل پڑتے ہیں۔

چنانچہ اسی لئے مذکورہ حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام مہدی کے زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ فرمایا اسلام نام کا رہ جائے گا اور قرآن مجید کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے مسجدیں ہدایت سے خالی ہوں گی اور اس کے تمام تر ذمہ دار اس دور کے شرپسند علماء ہوں گے۔ جو اسلام اور قرآن کا نام لے کر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے جھوٹے دعوے کر کے مسلمانوں میں فتنہ و فساد اور نفرتیں پھیلائیں گے۔

اِس دور کے مسلمانوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مسلمان یہود اور نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چل پڑیں گے فرمایا

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حتّٰی لو دخلوا جُحرَ ضبٍّ تبعتموھم قلنا یا رسول اللّٰہِ الیھود والنصارٰی قال فَمَنْ؟
(مسلم جلد نمبر ۲ کتاب العلم و مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

یعنی اے مسلمانو! تم لوگ پہلی قوموں کے نقشِ قدم پر چلو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے مشابہ ہوتی ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح تم ان کے نقشِ قدم پر چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے (یعنی بُرے کاموں میں بے عقلی سے اُن کی پیروی کرو گے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلی قوموں کے طریقوں سے مُراد یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا اور کون؟

یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے یہود و نصاریٰ کے مانند ہو جانے پر مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی یعنی جس طرح یہود کے بگڑ جانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاحِ یہود کے لئے تشریف لائے تھے بالکل اسی طرح جب مسلمان مثل یہود کے ہو جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تیرہ سو سال بعد اس اُمت میں بھی مسیح موعود کا وعدہ دیا گیا تھا جس کا دوسرا نام بمنشاء حدیث مبارک "لا المھدی الا عیسٰی" امام مہدی بھی ہے۔ بارہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر صاف طور پر فرمایا تھا:۔

"عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَنَّ الْقِیٰمَۃَ قَدِ اقْتَرَبَتْ والمھدی تھیّأ لِلْخُرُوْجِ"۔ (تفہیماتِ الٰہیہ جلد ۲ ص۱۲۳)

یعنی میرے عظمت والے رب نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو تیار ہے۔

پس انہی الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور امام مہدی کے منصب پر فائز ہو کر بحکم الٰہی تشریف لا چکے ہیں اور یہود کے نقشِ قدم پر چلنے والے علماء آج ان کی مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفت بھی دراصل آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ بزرگانِ اسلام نے صاف طور پر فرمایا تھا کہ جب امام مہدی مبعوث ہوں گے تو ظاہر پرست علماء ان کی مخالفت کریں گے چنانچہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ واذا خرج ھذا الامام المھدی فلیس لہ عدوٌّ مبینٌ الّا الفقھاء خاصۃ فانہ لا یبقٰی لھم ریاسۃٌ ولا تمیزٌ عن العامۃ (فتوحات مکیہ جلد ۳ ص۳۳۶)

کہ جب امام مہدی آئیں گے تو ان کے کھلے دشمن اس زمانے کے علماء و فقہاء ہوں گے کیونکہ ان کی سرداری اور تمیز ختم ہو جائے گی۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

# خطبہ جمعہ

# دعائیں کریں اور دعاؤں کے دامن میں، دعاؤں کے سہارے سے دعوت الی اللہ کے میدان میں آگے بڑھیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۵ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۵ شہادت ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۵﴾

(سورۃ الجاثیہ: ۲۴ و ۲۵)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ الجاثیہ کی چوبیسویں اور پچیسویں آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "افرء یت من اتخذ الٰهه هواه" کیا تو نے ایسے شخص کی حالت پر بھی غور کیا ہے جس نے خواہش نفس ہی کو اپنا معبود بنا لیا ہو، اپنے نفس کی خواہش کو "الٰهه" اپنا معبود بنا لیا ہو۔ "و اضله اللہ علیٰ علم" اور اللہ تعالیٰ نے اسے خاص علم کی بناء پر گمراہ ٹھہرایا ہو۔ اور ایک دوسرا ترجمہ جو اس پہلے مضمون سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے یا دونوں کو برابر بھی سمجھیں تو بیک وقت دونوں جائز بھی ہیں اور اس مضمون سے گہرا تعلق رکھنے والے تراجم ہیں وہ یہ ہے "علیٰ علم" اپنے علم کے باوجود اس کو اندھا کردیا ہو۔ یعنی ایسا شخص جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا لیا وہ علم کے باوجود اندھا ہوتا ہے۔ دیکھتے ہوئے دیکھ نہیں سکتا، سنتے ہوئے سن نہیں سکتا اور اس کے دل و دماغ کی حالت یہ ہے کہ ویسے وہ غور کرنے کی قابلیت تو رکھتے ہیں مگر الٰہی مضامین پر اور روحانی مضامین پر غور سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔

فرمایا "اضله اللہ علیٰ علم و ختم علیٰ سمعه" اور اس کی شنوائی پر بھی مہر لگادی۔ "و قلبه" اور اس کے دل پر بھی "و علیٰ بصره غشوة" اور اس کی آنکھوں کے سامنے ایک پردہ ہے یا پردہ ڈال دیا۔ "فمن یهدیه من بعد اللہ" پس کون ہے جو اللہ کے بعد اس کو ہدایت دے۔ "افلا تذکرون" کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ "و قالوا ما هي الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا" وہ لوگ جن کی تعریف کی گئی ہے یعنی جن کی صفت بیان فرمائی گئی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں "حیاتنا الدنیا نموت و نحیا" ہماری زندگی تو بس یہی کچھ ہے جو ہمارے سامنے ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں "نموت و نحیا" ہم یہیں مرتے اور یہیں جیتے ہیں۔ مر کر دوبارہ جینے کی بات نہیں کرتے۔ کہتے ہیں یہیں ہمارا مرنا یہیں ہمارا جینا ہے۔ یہی ہمارا مرنا، یہی ہمارا جینا ہے "و ما یهلکنا الا الدهر" کوئی خدا نہیں ہے جو ہمیں موت دے گا زمانہ موت دیتا ہے۔ گزرتا ہوا وقت ہے جس کے نتیجے میں بالآخر ہر ایک نے مرنا ہی ہے۔ "و ما لهم بذالک من علم" ان کو حقیقت میں اس بات کا علم نہیں ہے کہ موت کا نظام ہے کیا اور کیسے موت آتی ہے اور کس طرح کام کرتی ہے۔ "ان هم الا یظنون" یہ محض اندازے لگا رہے ہیں۔ ان کے خیالات ہیں کہ ایسا ہوتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ موت کا فلسفہ بھی بہت گہرا فلسفہ ہے۔ اسے سمجھنا اس کے عوامل پر غور کرنا، اس کے محرکات کو جانچنا اور علم رکھنا کہ موت کی راج دہانی کتنی وسیع ہے، کیسے کیسے کام کرتی ہے، کون سے قوانین اس راج دہانی میں جاری ہیں، ان کا ان کو کچھ علم نہیں ہے۔ صرف ایک اندازہ ہے کہ زمانے کے نتیجے میں مرور زمانہ سے لوگ مر ہی جایا کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ہم بھی اسی طرح اس دنیا میں رہیں گے اور اسی دنیا میں مر جائیں گے اور گویا پھر دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے۔ یہ وہی مضمون ہے جو میں اس سے پہلے دوسری آیات کے حوالے سے شروع کرچکا ہوں اور ان کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے اور ایک دوسرے پر یہ مزید روشنی ڈالنے والی آیات ہیں۔

پہلی آیت جس کا حوالہ میں نے دیا تھا یا جس سے بات شروع کی تھی وہ تھی "والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة" (سورۃ النور: ۴۰)۔ وہ لوگ جو کافر ہوں جو خدا کا انکار کردیں ان کے اعمال ایسے ہی ہیں جیسے ایک چٹیل میدان ہو اس میں دور کہیں پانی کا دھوکہ ہو جسے سراب کہتے ہیں اور زندگی بھر یہ لوگ اس پانی کی تلاش میں اس کے پیچھے سرگرداں دوڑے چلے جاتے ہیں اور بالآخر پیاس نہیں بجھتی۔ پس دنیا کی زندگی میں جو لوگ مگن ہیں جو کہتے ہیں یہی ہماری زندگی ہے ان کی یہی مثال ہے۔ عمر بھر وہ ایک ایسی پیاس کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں جس کی پیاس کبھی زندگی میں بجھ سکتی ہی نہیں۔ کوئی شخص بھی جو دنیا کی خواہشات کی پیروی کرنا اپنا مقصد بنالے اس کو کبھی عمر بھر وہ لمحے نصیب نہیں ہوتے کہ وہ کہے کہ ہاں میری تمنائیں پوری ہوگئیں، میری سب پیاس بجھ گئی۔ بلکہ جس قدر بجھتی ہے اس سے زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔ سمندر کا پانی پینے والی بات ہے یا پھر سراب کی پیروی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ جوں جوں پانی قریب آتا دکھائی دیتا ہے اور جوں جوں انسان اس کی پیروی کرتا ہے وہ اور بھی پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے اور اس مقام کو پھر کبھی انسان نہیں پہنچ سکتا جہاں اسے پانی میسر آ جائے اور پیاس بجھ جائے ہاں اللہ تعالیٰ کا حساب کا نظام اسے پہلے آلیتا ہے اور موت ایسی حالت میں واقع ہوتی ہے کہ ابھی اس کی پیاس تو بجھی نہیں مگر جو کچھ بھی اس نے کیا اس کا حساب دینے کے لئے تقدیر الٰہی اسے وہاں موجود دکھائی دیتی ہے۔

یہ جو مثال تھی میں نے کہا تھا یہ نفس کے اندھیروں کی مثال ہے جو انسان کے نفس کے اندر سے پیدا ہوتے ہیں مگر دیکھنے میں نظر کام کرتی ہے، نظر کے لئے روشنی جو ضروری ہے وہ بھی بظاہر موجود ہوتی ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود پھر دکھائی نہیں دیتا۔ ورنہ سراب تو چمکتے ہوئے سورج کے ساتھ دکھائی دیتا ہے جب ایسی تیز روشنی ہو کہ نظریں چندھیا جایا کرتی ہیں۔ تو اسے اندھیرا قرار دینا یہ معنوی لحاظ سے اور آخری مقصد کے لحاظ سے ہے یعنی تیز روشنی ہے اور پھر بھی صحرا کو انسان پانی سمجھ رہا ہے، تپتی ہوئی ریت کو انسان پانی سمجھ رہا ہے اور روشنی ہوتے ہوئے بھی اندھا ہے۔

چنانچہ یہ جو میں نے ترجمہ کیا تھا اس آیت کا جو میں نے تلاوت کی ہے کہ "علیٰ علم" کا مطلب ہے علم کے باوجود، اپنے علم کے باوجود وہ نہیں دیکھ رہا۔ اس کا اس آیت سے قطعی طور پر ایک تعلق ہے جو کھلم کھلا دکھائی دینے لگا ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی مثال ایسی ہی ہے جو "اضله اللہ علیٰ علم" کہ اسے اللہ نے گمراہ اس طرح کیا ہے کہ علم ہے بھی اور پھر بھی گمراہ ہے ورنہ صاحب علم کو تو گمراہ نہیں کہا جاتا۔ اور اس گمراہی کی جو تفصیل ہے وہ اسی آیت کے مضمون کو آگے بڑھا کر دکھا رہی ہے۔ اس آیت کی تشریح میں ایک اور آیت میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی جس میں بتایا تھا کہ وہ اندھیرے جو نفس سے پیدا ہوتے ہیں، جو اس آیت میں مذکور ہیں "والذین کفروا اعمالهم کسراب" ان اندھیروں کی تین حصوں میں تقسیم کرکے خدا تعالیٰ نے ایک اور آیت میں اس مضمون کو ہم پر خوب کھول دیا ہے۔ وہ ہے ایک اندھیرا ہے لعب اور لہو کا۔ انسان کا دل بہلاوا خواہ وہ معصوم کھیلوں کی وجہ سے ہو یا نفس کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے جنسی تعلقات وغیرہ قسم کی چیزیں اور جوا بازی، یہ تمام لہو کے اندر چیزیں آتی ہیں جس سے انسان اپنے نفس کی پیاس کسی ذریعے سے بجھانے کی کوشش کرتا ہے، ایک بھڑکی سی لگی ہوتی ہے کہتا ہے میں کسی طرح اسے پورا کرلوں۔

لیکن دوسری قسم ہے "زینة و تفاخر"۔ اب لعب اور لہو والی جو قسم ہے اندھیرے کی اس کا زینت و تفاخر والی قسم سے کوئی براہ راست جوڑ نہیں ہے۔ یہ دو الگ الگ بیماریاں ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو کھیل کود میں مصروف اور نفسانی خواہشات کو اپنا مقصد بنائے ہوئے ہوتے ہیں مگر ان کو زینت اور تفاخر کی ہوش نہیں ہوتی کیونکہ زینت اور تفاخر میں اپنے نفس کو ہمیشہ سجا کر رکھنا ہے۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ ایک جوئے باز جس کی ہوئی ہی جوا ہو وہ ہمیشہ سج دھج کر رہے یا ایک ایسا شخص جو کھلاڑی ہو وہ ہمیشہ بہت خوبصورت بن کے رہے۔ کئی کھلاڑی ہیں ان کو اپنے جسم، اپنے لباس کی ہوش ہی کوئی نہیں ہوتی مگر کھیل کے لئے وقف ہوتے ہیں تو دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جن کو اپنے آپ کو ہمیشہ سجا کر رکھنا پیارا لگتا ہے وہ غریب بھی ہوں تو غریبانہ سجاوٹ کریں گے اس کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ عورتوں میں سجاوٹ کا ایک طبعی مادہ ہے لیکن ہر عورت میں نہیں ہے۔ کئی ایسی ہیں جو سارا دن نہ گھر صاف

کریں، نہ جسم صاف رکھتیں، نہ بال بنائیں اور خاوند واپس آتے ہیں تو عجیب حالت میں وہ گھر کو پاتے ہیں گھر والی بھی اسی طرح بے ہنگم اور گھر بھی اسی طرح بے ہنگم اور بال بھی بکھرے ہوئے۔ بعض ایسی عورتوں کو یہ بھی ہوش نہیں ہوتی کہ باہر نکلیں تو پھر بھی ٹھیک ہو جائیں لیکن تفاخر والا جو مضمون ہے وہ زیادہ اہم ہے۔

**دعا اگر سنجیدگی سے ہو اور توکل کے ساتھ ہو تو غیرمعمولی طاقت رکھتی ہے کیونکہ پھر آپ کی تدبیر، تقدیر کے ساتھ آسمان سے اترتی ہے۔**

زینت ہر انسان کی تمنا ہے۔ ہر مرد کی بھی اور عورت کی بھی لیکن ہر ایک میں نمایاں نہیں ہوتی۔ یہ آیت جو بیان فرما رہی ہے یہ ان لوگوں کا حال بیان فرما رہی ہے جو زینت کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ گھر میں رہیں یا باہر ہمیشہ ان کو سجنا دھجنا اچھا لگتا ہے۔ بعض بچوں میں فطری طور پر یہ بات پائی جاتی ہے۔ ایک ایسا بچہ تھا جسے بچپن سے ایسا شوق تھا صاف ستھرا رہنے کا کہ اگر اس کے جسم پر ایک معمولی سا چھینٹا بھی کسی چیز کا پڑ جائے مثلاً کھانا کھاتے ہوئے سالن کا تو بھاگ کر وہ اپنے کمرے میں چھپ جاتا تھا جب تک ماں اس کے کپڑے نہ بدلائے وہ روتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ میں گیا تو وہ لپک کر پیچھے چھپ گیا۔ میں حیران تھا کہ ہوا کیا اس کو۔ تو اس کی اماں نے بتایا کہ اس کے کپڑوں پر ایک چھوٹا سا داغ پڑا ہوا ہے اور اچانک آپ آگئے ہیں تو اس نے یہ سمجھ کر کہ اگر میں نے دیکھ لیا تو اس کا کیا بداثر مجھ پر پڑے گا تو شرم کے مارے وہ چھپ گیا ہے۔ اب اس میں بناوٹ کوئی نہیں تھی، تفاخر کوئی نہیں تھا لیکن زینت کی ایک لگن تھی جو طبعی طور پر دل میں موجود تھی۔ تو مختلف انسان مختلف حالتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ بعضوں کو زینت کا شوق ہے بعضوں کو پرواہ ہی کوئی نہیں اکھڑے پکھڑے حال میں رہتے ہیں، نہ لباس کی ہوش اور ویسے بڑے صاحب علم، صاحب وقار، صاحب مرتبہ بڑے بڑے سائنس دان ہیں، بڑے بڑے فلسفی ہیں جن کو اپنے لباس کی کوئی ہوش نہیں تو الگ الگ فطرت کے تقاضے ہیں اور قرآن کریم نے ان سب تقاضوں کو جوڑے جوڑے کر کے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ مگر زینت سے اگلا قدم ہے تفاخر کا۔ اپنے نفس میں کوئی انسان اپنے آپ کو اچھا بنا کے رکھے یہ منع نہیں ہے بلکہ زینت کی تو خدا تعالیٰ تعریف فرماتا ہے اور ایسے لوگوں کا دفاع کرتے ہوئے فرماتا ہے "قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق" (سورۃ الاعراف : ۳۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو کہہ دے کہ کون ہے جو اس زینت کو حرام قرار دیتا ہے "التی اخرج لعبادہ" وہ زینت جسے خدا نے اپنے بندوں کی خاطر بنایا ہے، اپنے خاص بندوں کے لئے جو اسی کے ہوتے ہیں "والطیبٰت من الرزق" اور کھانے پینے کی چیزوں میں سے جو اچھی چیزیں ہیں کون ہے جس نے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو نیک بننے کی خاطر یا اپنے آپ کو نیک دکھانے کی خاطر برے لباس پہنتے ہیں، بے ہنگم لباس پہنتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ تو بڑا ہی پہنچا ہوا اور درویش ہے، اس کو تو ہوش ہی کوئی نہیں کہ کپڑے کیسے ہوتے ہیں اور اچھا کھانا دیکھا تو منہ پھیر لیا کہ جی ہمیں نہیں ان کھانوں سے کوئی دلچسپی، گھر میں جا کے کھالیں گے لوگوں کے سامنے اچھا کھانا نہیں کھانا، یہ بھی تفاخر کی قسمیں ہیں۔

پس زینت کو غیر معمولی طور پر اختیار کرنا بھی ایک اندھیرا ہے اور زینت سے جہاں جائز ہو وہاں مونہہ پھیرنا بھی ایک اندھیرا ہے۔ "من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ" کون ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جو زینت بنائی ہے وہ حرام ہے یا اچھے کھانے پیدا کئے ہیں تو نیک آدمی نہیں اس کو پسند کرتے۔ فرماتا ہے "ھی للذین امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا" صرف آخرت میں نہیں اس دنیا میں بھی یہ دونوں چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کی خاطر پیدا کی ہیں اور "خالصۃً یوم القیامۃ" لیکن قیامت کے دن صرف انہی کے لئے ہوں گی۔ وہ لوگ جو دنیا کی زینتوں میں، دنیا کے اعلیٰ کھانوں میں ان کے ساتھ یہیں شریک ہیں ان کے لئے، خدا نے ان کی خاطر پیدا نہیں کیا مگر نیک بندوں کا صدقہ وہ بھی کھا رہے ہیں۔ بنایا اپنے بندوں کے لئے ہے مگر وہ جو رفتہ رفتہ شیطان کے بندے بھی بن جاتے ہیں وہ خوب فائدہ اٹھاتے ہیں ان سے بلکہ نیک بندوں سے زیادہ چھین کے لے جاتے ہیں۔ مگر فرمایا مرنے کے بعد ان کو کچھ نہیں ملے گا پھر۔ یہ چیزیں خالصتاً زینت اور اچھا طعام ان کے لئے ہوگا جو خدا کے حقیقی بندے ہیں۔ تو دیکھئے منع نہیں ہے زینت۔ اور خدا تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے اس بات کو کہ زینت کو حرام قرار دیا جائے مگر وہاں اس آیت میں ایک اندھیروں کی مثال کے طور پر زینت کو بھی پیش فرمایا "و زینۃ و تفاخر بینکم" وہ زینت جو مقصود بن جائے وہ گناہ ہے وہ زینت جو ایک دوسرے پر فخر کا موجب بنے یا ایک دوسرے پر فخر کی وجہ سے اختیار کی جائے وہ منع ہے۔

اور اگلا حصہ آیت کا ہے "و تکاثر فی الاموال والاولاد" مال میں اور اولاد میں بڑھنا اور تکاثر، ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا۔ اب مال کی تمنا بھی اپنی ذات میں منع نہیں ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے "یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضواناً" وہ اللہ کے فضل یعنی یہاں مال مراد ہے، دنیاوی رزق کے لئے اللہ کی طرف جھکتے ہیں اور اسی سے رضوان چاہتے ہیں۔ اولاد کی بھی خواہش منع نہیں کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جو خوب بچے پیدا کریں تاکہ میری امت بڑھے اور یہاں بھی مقصد تفاخر نہیں ہے۔ تکاثر ان معنوں میں نہیں کہ لوگوں کے بچے کم ہو جائیں اور مر جائیں اور میری امت کے بڑھیں، مراد یہ ہے کہ نیک لوگ بڑھیں۔ امت محمدیہ تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے پیچھے چلنے والی ہے۔ یہاں نام کی امت ہرگز مراد نہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ نام کی امت کا تو آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے کوئی بھی تعلق نہیں وہ تو شرم کا موجب ہیں۔ امت محمدیہ سے مراد وہ حقیقی امت ہے جو اللہ کے عباد ہیں جو محمد رسول اللہ کے توسط سے حقیقی عباد بن گئے۔ آپؐ کی برکت سے لوگوں کو عبداللہ بننے کے گر آگئے، ایسے عباداللہ ہیں جو محمدؐ رسول اللہ کی امت ہیں ان کو بڑھانے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی دعا مانگی اور امت کو ہدایت بھی کی۔ تو یہ ساری باتیں جو تین جوڑوں کی صورت میں آپ کے سامنے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو اپنی ذات میں گناہ ہو۔ ہر چیز وہ ہے جو فطرتاً، طبعاً انسان کے اندر رکھی گئی ہے اور اس کی حرمت فی ذاتہ کوئی بھی نہیں۔ لیکن حرمت بنتی کب ہے۔ وہ آیت ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے اس میں یہی تین مضمون ہیں جیسے وہاں تین امور کا ذکر کر کے متنبہ فرمایا گیا تھا اس میں بھی تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔

"افرء یت من اتخذ الٰھہ ھواہ" کیا تو نے غور نہیں کیا ایک ایسے شخص کے اوپر جو اپنے نفس کی خواہشات کو معبود بنا بیٹھے، اس کے تابع ہو جائے، اس کا غلام بن جائے۔ ایسی صورت میں لعب بھی حرام ہو جائے گی، لہو بھی حرام ہو جائے گی، ایسی صورت میں ہر قسم کی زینت بھی حرام ہو جائے گی اور زینت کے ساتھ تفاخر بھی حرام ہو جائے گا۔ مال کی زیادہ کی خواہش بھی حرام اور اولاد کی زیادہ خواہش بھی حرام۔ یہ ساری چیزیں تب حرام ہوتی ہیں جب قرآن کی اس آیت کی رو سے یہ معبود بن جائیں اور ھوی کا معبود بننا یہ سب سے بڑا اندھیرا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و اضلہ اللّٰہ علیٰ علم" ایسے شخص کو علم ہو بھی تو اندھا ہوتا ہے، گمراہ ہو جاتا ہے۔ "ختم علیٰ سمعہ" کان ہیں لیکن سننے کے کان نہیں ہیں۔ دل ہے مگر غور کرنے کے قابل دل نہیں ہے۔ آنکھیں ہیں مگر پردہ پڑا ہوا ہے تو تین اندھیرے ہی تو ہیں۔

ہمارے اندر روشنی کے داخل ہونے کے یہی تین رستے ہیں۔ یعنی سماعت کی روشنی، علم کی روشنی جو سننے سے تعلق رکھتی ہے اور بصر کی روشنی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بعد غور کرنے کی صلاحیت، یہ وہ اندرونی روشنی ہے جو مختلف ان علوم کو جو کانوں کے ذریعے یا آنکھوں کے ذریعے انسان کے دماغ تک پہنچتے ہیں اور دماغ انہیں آپس میں جس طرح جانور جگالی کرتا ہے اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر، الٹ پلٹ کے ان سے نئے مضامین کے رس نکالتا ہے۔ یہی تین ذریعے ہیں جو اس کو اندھیروں سے روشنی میں لاتے ہیں اور یہ سارے ذرائع اگر بند ہو جائیں تو انسان روشنیوں سے اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔ پس وہ تین اندھیرے جن کا ذکر پہلی آیت میں گزرا تھا وہی تین اندھیرے دوسری آیت میں اور طریق سے بیان کر کے دکھائے گئے، انہیں تین اندھیروں کا ذکر اسی آیت میں ملتا ہے اور ان کی آخری صورت ہے کہ ان کو اپنا معبود نہ بنا بیٹھنا۔

اور پھر اس آیت میں ایک اور حسن یہ ہے کہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پہلے پڑھی تھی کہ جو تین حصے فرمائے گئے ہیں وہ انسانی زندگی کے تین مشاغل کی قسمیں ہیں جن میں انسانی زندگی ہمیشہ منہمک رہتی ہے۔ لہو و لعب تو ظاہر بات ہے جو SOCIAL PURSUITS ہیں انسان کی اور اپنی ذات کو خوش رکھنے کے لئے جو مختلف قسم کے بہانے انسان نے تراشے ہوئے ہیں، ذرائع اختیار کئے ہوئے ہیں، ہر قسم کی زائد دلچسپیاں جو کھانے پینے کے علاوہ محض زندہ رہنے سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ زندگی کو ایک شغل میں ہمیشہ غرق کر دینے سے تعلق رکھتی ہیں۔ لعب میں غرق رہے یا لہو میں غرق رہے انسان ایک قسم کا ڈرگ کا ADICT ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی سوائے اپنے آپ کو سکون بخشنے کے اور کچھ نہیں رہتی یا سکون کی تمنا میں ہمیشہ دوڑتے چلے جانے کے سوا اور کچھ نہیں رہتی۔

دوسرا مضمون ہے "زینۃ و تفاخر" اس میں ہر قسم کے زیب و زینت کے سامان جتنی کاسمیٹک انڈسٹری ہے، مکانوں میں صرف ضرورت کی خاطر اضافے نہ کرنے بلکہ محض اس لئے کہ فلاں کے مکان سے زیادہ خوبصورت ہو اور اس سے زیادہ اونچا دکھائی دے اس طرح ایک دوسرے سے دوڑ شروع ہو جائے۔ یہ جو دوڑ ہے یہ بھی انسانی زندگی کو خاص مقاصد کے لئے وقف کر دیتی ہے اور ایسے لوگوں کو دوسری چیزوں کی ہوش نہیں رہتی۔

اور "تکاثر فی الاموال والاولاد" دراصل سیاسی غلبے سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے اموال اور اولاد کو دوسری آیات میں سیاسی غلبے سے باندھا ہے اور بڑے بڑے بادشاہوں کو، جب ان کے تکبر کا حال بیان فرمایا اس طرح ظاہر کیا گیا کہ ان کا فخر یہی تھا کہ ہماری اولاد زیادہ ہے، ہمارے اموال زیادہ ہیں۔ اموال والوں نے اپنے آپ کو سمجھا کہ ہم اموال کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہیں

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

گے۔ صاحب اولاد لوگوں نے سمجھا کہ اولاد کے ذریعے ہمارا غلبہ باقی رہے گا۔ تو نفس کی انا جو حکومت چاہتی ہے جو سیاست کے ذریعے یا حربی ذرائع سے ایک شخص یا ایک قوم کو دوسروں کا آقا بنا دیتی ہے یہ وہ تمنا ہے جس کا تعلق اموال اور اولاد کی کثرت سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بارہا یہ مضمون بیان فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو ان کے اموال اور اولاد کی کثرت نے اندھا کر دیا اور اس کے نتیجے میں وہ قہری بادشاہ بن کے ابھرے اور انصاف کا خون کرنے والے ہوئے کہ ان کی غرض سوائے حکومت کے اور کچھ نہیں تھی۔ تو اولاد سے مراد یہاں قوم کی کثرت ہے، اپنی اولاد صرف نہیں، وہ تو ہے ہی لیکن اس مضمون میں اولاد کا تعلق جمیعت سے ہے اور اولاد کا تعلق ایسے مالی ذرائع سے ہے جن کے نتیجے میں انسان ہمیشگی کی برتری حاصل کر لیتا ہے۔ وہ قومیں جو زیادہ مال دار ہوں وہ سمجھتی ہیں اب ہمیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ویل لکل ھمزۃ لمزۃ۔ الذی جمع مالاً و عددہ۔ یحسب ان مالہ اخلدہ۔" (سورۃ الھمزۃ : ۲-۴)۔ ھمزہ لمزہ جو لوگ ہیں یہ تفسیر پر دوبارہ جانے کی ضرورت نہیں ایسی قوم کا بیان ہے یا ہر ایسے شخص کا بیان ہے جو مال جمع کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ "مالہ اخلدہ" کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ کی زندگی عطا کر دے گا۔

**وہ زینت جو مقصود بن جائے وہ گناہ ہے، وہ زینت جو ایک دوسرے پر فخر کا موجب بنے یا ایک دوسرے پر فخر کی وجہ سے اختیار کی جائے وہ منع ہے۔**

اب لوگ جانتے ہیں کہ مال سے ذاتی طور پر تو ہمیشہ کی زندگی نہ ملتی ہے، نہ کوئی سوچ سکتا ہے لیکن مال کے ذریعے قومی غلبہ ضرور ہوا کرتا ہے اور دولت مند قومیں سمجھتی ہیں کہ اب ہمیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا کوئی انقلاب ایسا نہیں آسکتا کہ ہم سے طاقت چھین کر نسبتاً غریب قوموں کے سپرد کر دی جائے۔ تو یہ بھی ایک طبعی حالت کے حد سے زیادہ تجاوز کر جانے کی وجہ سے بیماری بنتی ہے۔ اور خلاصہ اس کا قرآن کریم نے یہ نکالا ہے: جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا، جس کسی نے بھی اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اس کے تینوں علم کے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے بڑا اندھیرا اور کیا ہے کہ ایک اندھیرے کے بعد دوسرا، نہ کان سے سن سکے، نہ آنکھ سے دیکھ سکے، نہ دماغ اور دل سے غور کر سکے۔ تو وہ جو ظلمات ثلاث ہیں کچھ باہر کی ہیں کچھ جسم کے اندر سے پیدا ہوتی ہیں اور ان پر آپ غور کر کے اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں تو ہر ایسا موقع جس سے اندھیرا پیدا ہوتا ہے، ہر اس موقع سے روشنی بھی پیدا ہوتی ہے اور وہاں صحیح طریق اختیار کرنے کا نام ہی اندھیرے سے روشنی میں آنے کا نام ہے۔

پس یہ نفس کے اندھیرے ہیں اور ان اندھیروں سے متعلق خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ بھی ہمیں یہی سمجھایا کہ جو ان اندھیروں میں مبتلا ہو جائے اللہ کے سوا پھر اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ انسان کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ کیونکہ "علیٰ علم" یہ لوگ دیکھنے کے باوجود اندھیروں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو کیا دکھاؤ گے اور کیا سمجھاؤ گے۔ ان کی مزید تعریف یہ فرمائی کہ وہ کہتے ہیں کہ یہی دنیا کی زندگی ہے اسی میں ہم نے رہنا ہے، یہیں ہم نے مرنا ہے۔

پس آج کل خصوصیت سے جہاں مادیت کا دور ہے جماعت احمدیہ کو اپنی تبلیغ کی راہ میں بھی سب سے بڑی مشکل یہی درپیش ہوتی ہے۔ غریب ملک ہو یا امیر ملک ہو جہاں مادہ پرستی اور سیاسی غلبہ اور زیادہ اموال اور ایک دوسرے پر تفاخر کرنا اور لہو و لعب میں مبتلا ہونا یہ تینوں قسم کے اندھیرے قوم کے افق کو ڈھانپ لیں اور کوئی کسی طرف سے بھی روشنی کی امید دکھائی نہ دے ایسی قوم کو راہ حق کی طرف بلانا سب سے بڑا مشکل کام ہے۔ کیونکہ ان کے دل کی آواز یہ ہوتی ہے کہ یہی تو زندگی ہے جس میں ہم نے رہنا ہے، سب کچھ یہی ہے، یہیں رہنا ہے یہیں مرنا ہے تو ہم کیوں ایک فرضی موت کے بعد کی زندگی کی خاطر اس دنیا کی لذتوں کو چھوڑیں۔ ایک فرضی موت کے بعد کی دنیا کے تصور میں اپنا یہاں محاسبہ شروع کریں اور بدیوں سے احتراز اور نیکیوں کی طرف رغبت کریں جو قربانی چاہتی ہیں۔ عمر ضائع کرنے والی بات ہے۔ اس لئے یہیں کھیلو، کودو، کھاؤ، پیو، مر جاؤ یہی کچھ تو ہے ہمارے مقدر میں۔ ایسے لوگوں کو آپ نیکی کی طرف بلا نہیں سکتے کیونکہ اس کے آخر پر خدا نے یہی نتیجہ نکالا "فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون" جو اس قسم کی گمراہیوں میں مبتلا ہو جائیں ان کو اللہ کے بعد ہدایت دے کون سکتا ہے۔

اور دوسری اس دعا میں جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی طرف سے سکھائی گئی اور جمعہ کے وقت بھی ہم وہ دعا پڑھتے ہیں وہ دعا ہے "و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّات اعمالنا" اے خدا ہم تیری پناہ میں آتے ہیں "من شرور انفسنا" اپنے نفس کے شرور سے "و من سیّات اعمالنا" اور خود اپنے ہی اعمال کی بدیوں سے۔ اب یہاں باہر کے خطرات کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ باہر سے بھی خطرات انسان کو درپیش ہوتے ہیں۔ وہ پہلی آیت جس کی میں نے تلاوت کی تھی اس کے بعد والی آیت سے تعلق رکھتے ہیں اس کی طرف میں ابھی نہیں آرہا۔ جہاں نفس کے اندھیروں کا تعلق ہے اس کے تعلق میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی "و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا" اگر ایسا نہ ہو تو کیا ہے "و من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ" جسے اللہ ہدایت دے اسے پھر کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ "و من یضللہ فلا ھادی لہ" جسے خدا گمراہ ٹھہرا دے پھر اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

یہ "لا ھادی لہ" والا مضمون ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا ہے جو ایسا شخص ہو کہ "اضلہ اللہ" جسے اللہ نے گمراہ ٹھہرا دیا ہو ان حرکتوں کی وجہ سے "فمن یھدیہ من بعد اللہ" تو اللہ کے بعد ہے کون جو پھر اس کو ہدایت دے سکے۔ تو ایسی دنیا جہاں مادہ پرستی کے اندھیروں نے قوم کو ڈھانپ لیا ہو اور ہر طرف سے مادہ پرستی اور اس کے مشاغل میں انسان اپنی ساری زندگی کھویا رہا ہو، اس کے سوا کچھ دکھائی نہ دے، ان سے آپ مذہب کی باتیں کریں مرنے کے بعد کے قصے سنائیں یہ بالکل بے کار بات ہے دیوار سے باتیں کرنے والی بات ہے۔ ان کے کانوں میں تو پڑ ہی کچھ نہیں سکتا۔ ان کا کیا علاج ہے؟ ان کا علاج یہ ہے کہ ان کے لئے دعا لازم ہے۔ جب تک دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ سے مدد طلب نہ کریں اس وقت تک ان کی آنکھیں کھل نہیں سکتیں۔ اس لئے وہاں بھی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں کیوں کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے اللہ کے سوا کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، تمہیں اختیار نہیں ہے، تم ان کی آنکھیں نہیں کھول سکتے، لیکن اللہ کھول سکتا ہے۔

اسی تعلق میں ان ماں باپ کو میں نصیحت کرتا ہوں جو اپنے بچوں میں سے بعض کے متعلق سخت مایوس ہو جاتے ہیں۔ کوئی ذریعہ نہیں ان کے پاس رہتا وہ سمجھا کے بلا سکیں۔ ان کے ہاں پیدا ہوئے نیک باتیں سنیں اور بعض ایسے بدنصیب نکلتے ہیں کہ اچانک ان سب باتوں سے ایمان اٹھ جاتا ہے اور وہ مادہ پرستی کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں، اسی سے متاثر ہو جاتے ہیں، اسی سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور پھر مائیں کہتی رہتی ہیں "ویلک" تجھے کیا ہو گیا ہے، کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے، خدا کی طرف آ۔ کوئی توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ ان کی آنکھیں بھی اندھی ہو چکی ہیں۔ ان کے کان بھی بہرے ہو چکے ہیں ان کے دل سوچنے کی طاقت سے عاری ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اور دعا اگر سنجیدگی سے ہو اور توکل کے ساتھ ہو تو غیر معمولی طاقت رکھتی ہے کیونکہ پھر آپ کی تدبیر، تقدیر کے ساتھ آسمان سے اترتی ہے ورنہ دنیا کی تدبیر آسمانی تقدیر کے خلاف کچھ بھی کر نہیں سکتی، کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اس لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے ہاتھ میں ہدایت موجود ہے، ابھی تک تمہارے ہاتھ میں نہیں رہی تمہارے بس کا روگ نہیں رہا۔ یہ لوگ اگر کبھی ہدایت پائیں گے تو خدا کے فضل سے پائیں گے ورنہ نہیں۔

**لھو و لعب، زینت اور تفاخر اور کثرت اموال اور اولاد کی تمنائیں جب یہ معبود بن جائیں تو پھر یہ اندھیرے ہیں جو ان تینوں صلاحیتوں پر چھا جاتے ہیں۔**

پس مردوں کو زندہ کرنا اس کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، وہ صدیوں سے جو قبروں میں دبے پڑے تھے وہ زندہ ہو گئے۔ وہ کیا بات ہوئی، کیا ماجرا گزرا، فرمایا ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔ وہاں یہ نہیں فرمایا کہ تعلیم کتاب تھی یا حکمتیں بیان کرنے کا طریق تھا جس کی وجہ سے وہ گڑھے مردے جو صدیوں سے مرے پڑے تھے وہ زندہ ہو گئے۔ دیکھیں ایک عارف باللہ ہی ایک عارف باللہ کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا وہی حق ہے اس کے سوا اور کوئی حق نہیں کہ نہ نصیحت کام آئی، نہ دلائل کام آئے اور نہ تلوار نے کام کیا جیسا کہ مودودی کو دکھائی دیا۔ اگر کام آئیں تو دعائیں کام آئیں۔ فرمایا یہ جو عجیب معجزہ تم نے بیابان عرب میں رونما ہوتے دیکھا وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔

پس جہاں تک ہماری اگلی نسلوں کا تعلق ہے جو ان اندھیروں میں مبتلا ہو چکی ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، یہ اللہ کا احسان ہے کہ نسبتاً بہت کم ہیں، مگر مغربی دنیا میں خاص طور پر دنیا کی چمک دمک سے مرعوب ہو کر ایک غیر معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہوئے یہاں کے ٹیلی ویژن وغیرہ کے نظام سے متاثر ہو کر بعض دفعہ یہاں پیدا ہونے والے بچے اندر ہی اندر گھلتے رہتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ان کی آنکھیں اندھی ہوں لازم ہے کہ ان کی فکر کی جائے اور محسوس کیا جائے کہ بیماری کیا ہے اور کہاں تک پہنچی ہے۔ اندھے ہونے سے پہلے پہلے ان کو روکنا ہمارے بس میں ہے۔ اگر اندھے ہو ہی چکے ہوں تو پھر یہ بھی

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P-48, PRINCEP STREET
CALCUTTA-700 072
PH : 26-3287

سوال ہے کہ کیا تینوں رستے بند ہو گئے ہیں۔

اب دیکھیں قرآن کریم کی حکمت کا بیان کہ تین رستوں کے لئے الگ الگ بیماریاں بیان فرمائی ہیں۔ کان کا رستہ ایک نور کا رستہ ہے۔ آنکھ کا رستہ ایک نور کا رستہ ہے اور تذکیر کی قوت اور فکر کی قوت جو ماحصل کو آپس میں ملا کر نئے نتائج پیدا کرتی ہے اس کو دل کی قوت کہا جاتا ہے، وہ بھی ایک نور کا رستہ ہے۔ ورنہ ایک شخص جس کے دماغ میں نتائج اخذ کرنے کی قوت نہ ہو وہ دیکھتا بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ سنتا بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض بیمار ایسے ہیں ان کی اطلاع دیتے ہیں کہ آنکھیں تو کھول لی ہیں، آواز بھی آ رہی ہے مگر کچھ پتہ نہیں کہ کیا سن رہا ہے اور کیا دیکھ رہا ہے۔ تو خدا کے کلام کی شان دیکھیں کس طرح ان تینوں کو آپس میں اکٹھا کر کے ایک واحد مضمون پیدا فرمایا ہے۔ فرمایا ہے روشنی کے یہ تین رستے ہیں ان کے بغیر مکمل نہیں ہوتی روشنی۔ ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو کمی آ جائے گی۔ مگر کوئی بھی نہ ہو تو پھر تمہارا کیا بس ہے کہ تم اسے ٹھیک کرلو۔ اسی کو موت کہتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صدیوں کے گڑھے ہوئے مردے زندہ کردیئے تو یہ موت کی علامتیں پیدا ہوچکی تھیں اس عرب میں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور ظاہر ہوا ہے۔ اندھیروں میں آپؐ نے قدم رکھا ہے اور اندھیروں کو روشنیوں میں تبدیل فرمایا ہے۔ وہ ذاتی کوشش سے، علم کی کوشش سے، تقریر کی کوشش سے، تحریر کی کوشش سے ممکن نہیں تھا۔ فرمایا ایک فانی فی اللہ کی راتوں کی دعائیں ہی تو تھیں۔

**کوئی شخص بھی جو دنیا کی خواہشات کی پیروی کرنا اپنا مقصد بنالے اس کو کبھی عمر بھر وہ لمحے نصیب نہیں ہوتے کہ وہ کہے کہ ہاں میری تمنائیں پوری ہوگئیں، میری سب پیاس بجھ گئی بلکہ جس قدر بجھتی ہے اس سے زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔**

پس وہ لوگ جو اس مضمون کی انتہائی ظلمت کے کنارے تک جا پہنچے ہیں ان کو بھی ہم نے بلانا ہے خواہ وہ ہمارے علاوہ ہوں یا ہمارے اندر کے بسنے والے لوگ ہوں، ہمارے گھر کے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر یہ حالت پہنچ گئی ہے سنتے بھی نہیں ہیں اور سوچتے بھی نہیں ہیں اور دیکھنے سے ویسے ہی عاری ہوچکے ہیں تو آپ کیسے ان کو ہدایت دیں گے۔ میرے سامنے مسئلے لاتے ہیں، میں کہتا ہوں یہ وقت گزر چکا ہے اب، تمہیں جلدی ہوش چاہئے تھی۔ اس وقت بیمار کو لے کے آئے ہو جب آنکھیں کھلی ہیں مگر دکھائی نہیں دے رہا، کان موجود ہیں مگر سنائی نہیں دے رہا، قوت فکر سے خالی ہوگیا، موت اور کہتے کس کو ہیں پھر۔ تو موت کا تو کوئی علاج نہیں۔ مردہ کو کوئی زندہ نہیں کرسکتا مگر اللہ۔ اور ظاہری مردے تو وہ اس دنیا میں زندہ نہیں کرتا مگر روحانی مردوں کو ضرور زندہ کرتا ہے ورنہ قرآن کریم کے یہ مضامین اور بارہا اس کے تذکرے بالکل بے معنی اور لغو ہو جائیں گے اور ہو نہیں سکتا کہ قرآن کریم کسی مضمون کو محض لغو قصوں کے طور پر بیان فرمائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابراہیم نے بھی تو سوال کیا تھا "رب ارنی کیف تحی الموتی" اے میرے خدا بتا مردوں کو تو کیسے زندہ کرے گا یہ مردے کیسے زندہ ہوں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک طریق سکھایا جس کے متعلق میں پہلے اس سے ایک خطبے میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ اب وہ ظاہری مردے مراد نہیں تھے روحانی مردے تھے اور وہ مردے ایسے ہیں جو ایک صاحب فہم، صاحب عقل انسان دیکھ کر یہی فیصلہ کرتا ہے کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ آج ہمارے اردو کے سوال و جواب کے موقع پر بھی یہی سوال اٹھایا گیا ایک دوست کی طرف سے کہ تبلیغ پہ آپ نے بڑا زور دیا ہے مگر یہ بتائیں کہ جس سے بات کرو جس کو دنیا کی ہوس اور لالچ کے سوا دلچسپی کوئی نہ ہو اس کو کس طرح ہم بلائیں، کیسے سمجھائیں، کون سی آواز دیں جو اس کے کانوں کے پردوں کے پار اتر سکے جہاں مہریں لگی ہوئی ہیں۔ تو ان کو بھی میں نے ایک جواب دیا۔ اب میں اس مضمون کو خاص طور پر اس حوالے کی وجہ سے زیادہ اٹھا رہا ہوں کیونکہ آج صبح کی ابھی چند گھنٹے پہلے کی یہ تازہ تازہ بات ہے۔ اس کا اصل علاج دعا ہے۔ یا فیصلے میں جلدی سے پہلے آپ غور کریں کہ کیا سارے نور کے رستے بند ہوچکے ہیں یا کچھ کچھ رمق باقی ہے۔ اگر رمق باقی ہو تو وہ زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔ رمق باقی ہو تو اس سے فائدہ اٹھا کر اس کے بچنے کے، اس کی شفا کے سامان کئے جاسکتے ہیں۔ پس اول دعا کا ذریعہ ہے اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ جس میں دلچسپی ہو اور اپنوں کا چونکہ زائد حق ہوتا ہے دوہرا تہرا حق ہوتا ہے اپنوں کے لئے خصوصیت سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان اندھیروں کی مار سے بچائے کہ روشنی کی کوئی بھی راہ باقی نہ رہے، دیکھتے دیکھتے زندوں سے یہ مردوں میں نکل جائیں۔ اور اگر نکل بھی جائیں تو مایوسی نہیں کرنی چاہئے "رب ارنی کیف تحی الموتی" کی دعا کو یاد کرو۔ یاد کرو کہ کس طرح ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے ہاتھوں یہ معجزہ دکھا دیا۔ کس طرح ایک نبی نے ایک اجڑی ہوئی بستی کو دیکھا اور یہی سوال دہرایا کہ اے خدا یہ مرے ہوئے کیسے زندہ ہوں گے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ خدا کے ایک نبی عزرا اس بستی سے گزرے جسے یروشلم کہا جاتا ہے، اس حالت میں گزرے جبکہ ایک بادشاہ نے اسے کلیتہً برباد کردیا تھا، کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا تھا۔ SOLOMAN'S TEMPLE بھی COMPLETELY DESTROY ہو کر یعنی کلیتہً منہدم کردیا گیا اور ایک ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ چھتیں گر پڑیں، کھوکھلی دیواریں کھڑی تھیں۔ اس نے دیکھا اس نے کہا اے خدا تو نے زندہ تو کرنا ہے ان کو، تیرے وعدے ہیں، مگر کیسے زندہ ہوں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال کی خواب دکھائی اور عجیب لطف کی بات ہے قرآنی فصاحت و بلاغت ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے ایک نہایت شاندار مضمون سے ایک نہایت بدزیب مضمون لوگ نکال لیتے ہیں۔ فرمایا خود اسے سو سال کی موت دی، پتہ لگے کہ زندہ ہوتے کیسے ہیں سو سال میں۔ اور اس نیند کی حالت میں تمام سو سال کے واقعات جو گزرنے تھے اور جس کے بعد ایک عجیب انقلاب برپا ہونا تھا، ان لوگوں نے جی اٹھنا تھا، اس بستی نے دوبارہ زندہ ہو جانا تھا، وہ اسے سمجھائے۔ اور سمجھانے کے بعد پھر یہ غلط فہمی دور کرنے کی خاطر کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھے کہ واقعتہً سو سال کے مرے ہوئے جئیں گے۔ فرمایا اپنے گدھے کو دیکھ لے اسی طرح کھڑا ہے کچھ بھی نہیں ہوا اس کو۔ اپنے کھانے کو دیکھ اگر واقعتہً سو سال ہوتے تو سڑ بس جاتا۔ اسی طرح تازہ کا تازہ ہے۔ تو جو ہم تجھے سمجھا رہے ہیں یہ تمثیلات ہیں۔ یہ مری ہوئی بستی ضرور زندہ ہوگی جیسا کہ تجھے رؤیا میں دکھایا گیا۔ اور واقعہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کے سو سال کے اندر اس عظیم بادشاہ نے جس کے متعلق بائبل میں ذکر ملتا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کو دوبارہ زندہ کر دینا تھا جس نے اس اجڑے ہوئے شہر کو آباد کرنا تھا۔ خورس بادشاہ تھا جس کا ذکر یسعیاہ میں ملتا ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے مگر میں اس سے کلام کروں گا اور اس کا ملہم ہونا قرار دیا اور یہ بتایا کہ اس کے ذریعے جو اسرائیل کی اجڑی ہوئی رونق ہے وہ دوبارہ قائم کی جائے گی۔ بنوکد نضر کے برعکس یہ بادشاہ خدا ترس تھا۔ غیر معمولی طور پر بنی نوع انسان کی خیر خواہی کرنے والا تھا۔ ایسا بادشاہ تھا جس کی ایسی تعریف مؤرخین نے کی ہے کہ اس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ ایک بادشاہ ہے جس میں ہر پہلو سے وہ تعریف دیکھتے ہیں، ایک بھی گند نہیں نکال سکے۔ یہ وہ خورس ہے۔ تو خورس نے اس کے سو سال کے بعد اس کو آباد کر دیا اور اس کی کھوئی ہوئی رونقیں واپس آگئیں۔ SOLOMAN'S TEMPLE دوبارہ بنایا اور بائبل کی ازسرنو تدوین ہوئی اس کے نتیجے میں۔ خورس کے زیر اثر ایسے اہل ایران کے علماء پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے آپ کو بائبل کے ترجموں کے لئے وقف کیا اور ایسی زبان میں جو فارسی اثر کے تابع HEBREW کے ساتھ مل کر ایک نئی زبان بنی تھی اس میں تراجم کئے گئے، بہت بڑی خدمت ہوئی ہے۔ مگر یہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات ہو رہی ہے اور ان معنوں میں خدا زندہ کیا کرتا ہے۔ جہاں سب امیدیں خطا ہو جائیں جہاں کوئی امید کی راہ باقی نہ رہے ایک قوم کے متعلق کہہ دیا جائے کہ مر گئی، کھپ گئی، ختم ہو گئی، پھر بھی خدا زندہ کرسکتا ہے اور ایسے معجزے پہلے دکھا چکا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی امت جس کے نبی کو خدا تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے والا قرار دیتا ہے، جس کی تعریف یہ فرمائی گئی کہ اے دنیا کے مردو جب یہ تمہیں اپنی طرف بلائے کہ تمہیں زندہ کرے تو تم اٹھ کھڑے ہوا کرو اس کی آواز پر لبیک کہا کرو۔ ایسے نبی کی امت کے متعلق جب یہ حالات پیدا ہو جائیں تو ہرگز مایوسی کا کوئی سوال نہیں۔ پس پہلے تو میں آپ کو مغربی دنیا میں تبلیغ کے متعلق توجہ دلاتا ہوں کہ وہاں بھی خواہ کس حال کو یہ لوگ پہنچ چکے ہوں یاد رکھیں کہ دعاؤں کی برکت سے مردے پہلے بھی زندہ ہوئے، آج بھی ہوسکتے ہیں، کل بھی ہوں گے۔

اور جہاں تک امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تعلق ہے خواہ وہ نام ہی کی کیوں نہ ہو، منسوب محمدؐ رسول اللہ کی طرف ہوتے ہیں ان کے متعلق آج کل یہ عام چرچا ہے کہ وہ تو گئے اور احمدی کی بات نہیں غیر احمدی دانشور بڑے بڑے لکھنے لگے ہیں کہ کوئی زندگی کے آثار باقی نہیں رہے، آئے دن ایسے مضامین چھپتے ہیں کیا باقی رہا ہے سوائے نام کے۔ ان کے متعلق بھی کسی احمدی کو زیب نہیں دیتا کہ ان سے مایوس ہو جائے اور یہ کہہ دے کہ ان کے دن گنے گئے اور یہ ہمیشہ کے لئے مٹی میں غرق ہوگئے۔ اگر بنی اسرائیل کے سو سالہ گڑے مردوں کو خدا اٹھا سکتا ہے، اگر عرب کے مشرکوں کے سینکڑوں سال کے گڑے ہوئے مردوں کو خدا زندہ کرسکتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے دعاؤں کے گر سیکھتے ہوئے، ان کے لئے دعائیں کریں اور بڑے الحاح اور یقین سے دعائیں کریں تو دیکھو یہی جی اٹھیں

NEVER BEFORE
GUARANTED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SO LIGHT.
NIR
Soniky
HAWAI
A treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34-A, DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15

گے، ان کے کان سننے لگیں گے، ان کی آنکھیں دیکھنے لگیں گی، ان کی زبانیں بولنے لگیں گی، ان کے دلوں میں غور و فکر کی صلاحیتیں جاگ اٹھیں گی اور قوم کے دن پھر سکتے ہیں اور پھریں گے انشاء اللہ۔ مگر پہلے اپنے دن پھیریں۔ اپنی آنکھوں سے ان پردوں کو دور کریں جن کا ذکر قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اپنے کانوں سے ان بوجھوں کو نکالیں جو آپ کی سماعت پر بداثر ڈال رہے ہیں اور اپنے دلوں سے ان میلوں کو دھوئیں جو میلیں آپ کے دلوں میں سوچنے اور سمجھنے کی طاقتوں کو مدھم کر دیتی ہیں یا دھندلا دیتی ہیں یا بعض دفعہ ایسا الجھا دیتی ہیں کہ تاریکی ہی تاریکی رہ جاتی ہے، حقیقی سوچ کا مادہ دل سے نکل جاتا ہے۔

یہ جو دوسرا حصہ ہے اس آج کے خطبے کا اس کے متعلق میں انشاء اللہ اگلے خطبے میں کچھ مثالیں دے کر آپ پر بات کھولوں گا۔ محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ اپنی آنکھوں سے پردے ہٹاؤ، اپنے کانوں سے بوجھ نکالو۔ مثالیں دے کر، روزمرہ کی زندگی کے تجربے آپ کے سامنے رکھ کر بتانا ہوگا کہ یہ بدیاں ہیں جو ہمارے اندر راہ پا رہی ہیں ان سے اپنے آپ کو چھڑائیں ورنہ یہ تین قسم کی بدیاں، تین صلاحیتوں کے اوپر حملہ آور ہیں۔ لہو و لعب، زینت اور تفاخر اور کثرت اموال اور اولاد کی تمنائیں جب یہ معبود بن جائیں تو پھر یہ اندھیرے ہیں جو ان تینوں صلاحیتوں پر چھا جاتے ہیں۔ پھر آپ کے دیکھنے کی طاقت بالکل سلب ہو جاتی ہے کچھ بھی آپ نہیں کرسکتے اسی کا دوسرا نام موت ہے۔ پس دعائیں کریں ان کے لئے جن کو آپ زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ دعائیں ان کے لئے کریں جن کے معاشرے میں آج بہت سے احمدی اپنے وطن کو چھوڑ کر آبسے ہیں اور ان کے اندھیروں کے رحم و کرم پر پڑے ہوئے ہیں۔ روشنی دکھائی دے رہی ہے اور "علیٰ علم" ہونے کے باوجود وہ اندھیرے ہیں ان سے سب سے زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے۔ ان سے ڈرنا سب سے اہم ہے کیونکہ وہ روشنی کے اندھیرے ہیں، یہ میں آپ کو سمجھانے کی بات کر رہا ہوں "علیٰ علم" ہیں۔ جانتے بوجھتے ہوئے یہ برائیاں ہیں پھر بھی آپ کو وہ روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

تو اس سلسلے میں جب آپ تبلیغ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مایوسی کے کئی مراحل سامنے آتے ہیں جب سمجھتے ہیں کہ آگے رستہ ہی کوئی باقی نہیں رہا۔ ان باتوں کو یاد رکھیں کہ یہ سارے مراحل دعا کے ذریعے طے ہوں گے اور رکی ہوئی نبضیں پھر چل پڑیں گی ایسے دوست جن سے آپ کو کلیۃً مایوسی تھی وہ از خود جاگ اٹھیں گے۔ اور یہ بات حقیقتاً دنیا کے مختلف کونوں سے جہاں داعی الی اللہ نئے جوش کے ساتھ اٹھ رہے ہیں لوگ مجھے لکھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں بارہا یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں شخص تھا اس پر ہم نے اس طرح توجہ دی، یہ کوشش کی، بالکل پتھر کی طرح تھا جس سے سر ٹکرانے سے اپنے آپ کو نقصان پہنچے اور اس پتھر پہ کوئی اثر نہ پڑے لیکن ہم نے دعائیں کیں اور اب یہ واقعہ ہوا ہے۔ اور حیرت ہوتی ہے دیکھ کر کہ کس طرح خدا نے اس شخص کا دل بدلا ہے۔ کس طرح اس کی تقدیر جاگ اٹھی اور اچانک وہ جو دشمن تھا وہ احمدیت کا فدائی دوست بن گیا۔ یہ دعاؤں کی برکت سے ہوا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بارہا یہ ہوچکا ہے اور بارہا اس کی قطعی واضح اطلاعیں مجھے ملتی ہیں اس لئے میں کوئی فرضی کہانی آپ کے سامنے نہیں رکھ رہا، تجربے میں آئی ہوئی، مجرب نسخہ ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تو دعائیں کریں اور دعاؤں کے دامن میں، دعاؤں کے سہارے سے دعوت الی اللہ کے میدان میں آگے بڑھیں۔

پھر جو ابھی آپ کو کھوئے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے نونہال آپ کو ضائع ہوتے دکھائی دے رہے ہیں ان کی فکر کریں۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کو زندہ کر رہے ہوں اور اپنے ہاں قبرستان بن رہے ہوں۔ بہت ضروری ہے کہ ان کی فکر کریں۔ اور پھر سب سے زیادہ امت محمدیہ کی فکر کریں جو کم سے کم نام کے ساتھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وابستہ ہیں ان کی زندگی کی دعائیں مانگیں، ان کی زندگی کے لئے جو چارہ آپ کے بس میں ہو کریں۔ اور پھر آخر پر اپنے اندر بھی نگاہ ڈالیں۔ غور کریں کہ آپ کی ذات جو آپ کو روشن دکھائی دے رہی ہے اس میں کہیں اندھیرے تو نہیں لپٹے ہوئے۔ تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ روشنیوں کے لباس میں اندھیرے لپٹے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بصیرت عطا فرمائے، سمجھ اور غور کی طاقت بخشے، ہمارے کان بھی سننے والے ہوں، ہماری آنکھیں بھی دیکھنے والی ہوں، ہمارے دل بھی غور کرنے والے ہوں اور ہم حقیقت میں مردوں کو زندہ کرنے کا ذریعہ بن جائیں اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

## نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳ مئی ۱۹۹۶ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم بشیر اصغر صاحب باجوہ (برادر اصغر مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ربوہ) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ناصر آباد، ربوہ۔

☆ مکرم راجہ فخرالدین صاحب، کراچی۔

☆ مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب، فیصل آباد۔

☆ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب ظفر، ربوہ۔

☆ مکرم چوہدری نذیر احمد خان صاحب۔ (ڈائریکٹر محکمہ زراعت)۔

☆ مکرم ملک عزیز احمد صاحب، لودھراں۔

☆ مکرم صالح شبیبی صاحب (مبلغ سلسلہ انڈونیشیا)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

## سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بلجیم میں ورود مسعود

"ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم" جب تم اس کی محبت کے سایہ تلے آگئے تو پھر یہ تجویزیں، یہ منصوبے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کا فیصلہ کر لے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ان مجالس میں نہ علم کام آتا ہے، نہ ہوشیاری کام آتی ہے۔ اگر کام آتا ہے تو تقویٰ کام آتا ہے۔ ورنہ سب مشورے، سب کوششیں اس دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ اگر تقویٰ کی روح نہ ہو تو خواہ کیسی ہی چالاکیاں ہوں اگر خدا تمہیں چھوڑنے کا فیصلہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس دنیا میں تمہارا مددگار ہو سکے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطاب قریباً بیس منٹ تک جاری رہا۔ چونکہ اس کے معاً بعد حضور ایدہ اللہ نے جرمنی کے سفر کے لئے روانہ ہونا تھا اس لئے حضور نے خطاب کے آخر پر ایک دفعہ پھر دعا کروانے کے بعد مکرم امیر صاحب بلجیم سے فرمایا کہ وہ شوریٰ کی بقیہ کاروائی کو جاری رکھیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ اپنے قافلہ کے ہمراہ کاروں کے ذریعہ جرمنی کے لئے روانہ ہوئے۔ آخن کے بارڈر پر مکرم امیر صاحب جرمنی چند دوستوں کے ہمراہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے ان سب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور پھر ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

# خوشاب میں ایک احمدی مسلمان پر قاتلانہ حملہ

[پریس ڈیسک]: پاکستان سے آمدہ ایک تازہ اطلاع کے مطابق مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو خوشاب کے ایک احمدی مسلمان شیخ بشارت احمد صاحب ڈرائنگ ماسٹر پر ایک شخص نے چھری سے قاتلانہ حملہ کیا اور سینے پر دو وار کئے جن میں سے ایک کافی گہرا ہے۔ مکرم شیخ صاحب نے حملہ آور کو پہچان لیا مگر پھر بھی پولیس نے اس کے خلاف پرچہ درج نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں جب جماعت احمدیہ کا ایک وفد اعلیٰ پولیس افسران سے ملا تو ان کو یقین دلایا گیا کہ حملہ آور کو گرفتار کیا جائے گا مگر چونکہ حملہ آور ایک مذہبی تنظیم کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے پولیس اس کے خلاف پرچہ درج کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہی ہے۔

ادھر پولیس ڈاکٹر نے بھی زخموں کے بارہ میں صحیح سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ایک زخم کو معمولی اور دوسرے کو زیر مشاہدہ قرار دیا ہے۔ شیخ بشارت احمد صاحب ہسپتال میں ہیں جہاں ان کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ شیخ صاحب سرکاری ڈیوٹی کے بعد اپنی کریانہ کی دکان پر کام کرتے ہیں اور یہیں ان پر حملہ ہوا تھا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادِ نبویؐ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
منجانب:
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
فون نمبرز: ۲۲۸۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۳۰۷۹۴

**M/S. NISHA LEATHER**
*Specialist in :*
*Leather Belts, Leather Ladies and*
*Gents Bags, Jackets, Wallets Etc.*
19-A, JAWAHAR LAL NEHRU ROAD,
CALCUTTA-700 081.
طالب دعا: محبوب عالم ابن مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

★
**STAR CHAPPALS**
*Wholesellers of :*
*High Quality Leather & Rubber Chappals*
105/661, Opp. BLOCK No. 7,
FAHIMABAD COLONY, KANPUR-208 001.
PHONE : 543105

## آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

# پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

### عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

### (دوسری قسط)

اس سے پہلے میں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ اگر آپ کے نزدیک پردہ اتنا سخت نہیں جتنا بعض لوگوں کے نزدیک ہے لیکن آپ نے وراثت میں وہ پردہ پایا ہوا ہے تو پھر ایک دم اس کو کھولنا اور ایک دم اپنے طریق کو بدلنا یہ بھی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں بسا اوقات آپ کی نئی نسلیں یہ تاثر لیتی ہیں کہ آپ پردہ چھوڑ رہی ہیں اور اب آئندہ کی نسل کے لئے اجازت ہے کہ جو چاہیں کرتی پھریں اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ ہمیشہ وہ یہی تاثر لیتی ہیں اور اس کے نتیجے میں پردے کی اعلیٰ اقدار پاؤں تلے روندی جاتی ہیں یا پیٹھ پیچھے پھینک دی جاتی ہیں۔ یہ ہے ضروری کیونکہ قرآن کریم نے اس کو مختلف پہلوؤں سے، مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے اور آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے۔

ایک حوا وہ تھی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جنت سے نکالنے کا موجب بنی۔ اے احمدی بیٹیو! اے میری ماؤں اور میری بہنو! میں تمہیں وہ حوا دیکھنا چاہتا ہوں جو از سر نو اس جنت میں داخل کرنے کا موجب بنے اور پھر ہمیشہ کے لئے اس جنت میں ہم داخل رہیں اور اس امن کی چار دیواری میں اللہ کی رحمتوں کے پھل کھاتے رہیں اور پھر کسی شیطان کو توفیق نہ ملے کہ ہم اس جنت سے ہمیشہ کے لئے نکالے جائیں۔ یہ ہے وہ جنت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دوبارہ نازل ہوئی، شریعت اسلامیہ کی صورت میں نازل ہوئی۔ یہاں جب ہم درختوں کی بات کرتے ہیں تو شجرہ طیبہ کی بات کرتے ہیں کسی ظاہری دنیاوی درخت کی بات نہیں کر رہے۔ قرآن کریم کے وہ احکام جو آپ کو ایک پاک، دائمی، ابدی زندگی کی طرف بلاتے ہیں، ایک آسمانی زندگی کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن کریم نے شجرہ طیبہ سے دی ہے جس کی جڑیں تو زمین میں پیوست ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ اللہ کے حکم سے وہ اپنا رزق پاتے ہیں، اللہ کے حکم سے ہر موسم میں پھولتے اور پھلتے ہیں۔ نہ خزاں ان کو نقصان پہنچاتی ہے نہ بہار۔ وہ دائمی پھولنے پھلنے والے درخت ہیں جو اللہ کی رحمت کے وارث بنے رہتے ہیں۔ دائماً اللہ کی رحمت کو خدا کے عطا کردہ روحانی پھلوں کے ذریعے دنیا کے لئے بھی ایک نعمت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی قوم اس مقصد پر گامزن رہے اور ہمیشہ اس پر نظر رکھے کہ میری عمومی صورت، میرا عمومی کردار مجھے اللہ کی رحمت کے پھلوں کا وارث بنا رہا ہے یا نہیں بنا رہا اگر یہ سوال ہمیشہ اٹھتا رہے تو پھر جو بھی رستہ تجویز ہو گا وہی درست رستہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر مذہب کا مقصد اللہ کے قریب تر کرنا ہے۔

پس سب سے پہلے پردے کے تعلق میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ظاہری الفاظ کے چکر میں پڑے بغیر آپ میں سے ہر خاتون یہ فیصلہ خود کر سکتی ہے کہ میں نے جس رنگ کے پردے کو اپنایا ہے، جس رنگ کے پردے کو میں اپنی بچیوں میں رواج دے رہی ہوں اور آئندہ نسلوں کے لئے بھیج رہی ہوں کیا یہ مجھے خدا کے قریب تر کر رہا ہے یا خدا سے دور ہٹا رہا ہے۔ اگر خدا سے دور ہٹا رہا ہے تو آپ کے قدم اس جنت سے باہر کی طرف ہیں جس جنت سے ایک دفعہ پہلے کہا جاتا ہے کہ حوا نے آدم کو بھی نکالا، خود بھی نکلی اور سب ساتھیوں کو جو ان کے ساتھ تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اھبطوا منھا جمیعا" اب صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تم سب کے سب یہاں سے نکل جاؤ۔

جنت کا عورت سے ایک گہرا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ قرآن کریم نے عورت کو تسکین کے طور پر پیش کیا ہے کہ اگر عورت کو انسان کی قدروں سے نکال لیا جائے تو دلوں کی تسکین اٹھ جائے، زندگی بور ہو جائے، کوئی لذت، کچھ بھی باقی نہ رہے۔ نہ کمانے کے وہ شوق رہیں، نہ کھانے پہننے کے وہ شوق رہیں۔ ایک ایسی سوسائٹی جس میں مرد ہی مرد ہوں اور عورت کا کوئی تصور نہ ہو وہ سوسائٹی تو بے حد رنگ روپ سے عاری اور خوشبو سے عاری ہو جاتی ہے، اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے عورت کے اس پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے جنت کی تعمیر کے مضمون پر غور کریں۔ اگر یہ پہلو غلط استعمال ہو تو پھر وہی جنت، جہنم بن جاتی ہے۔ تسکین کی بجائے بے چینی کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ طمانیت کی بجائے ایک ایکسائٹمنٹ (Excitement) ایک طبیعت میں ہر وقت کا ہیجان پیدا ہوتا ہے اور پیاسیں بڑھتی رہتی ہیں ان کی تسکین کے کوئی سامان نہیں ہوتے اور پیاسیں ہر طرف بکھر جاتی ہیں۔ ہر طرف انسان تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر طرف سے بالآخر اس کو وہ سراب دکھائی دیتا ہے جیسے ایک پیاسا پانی کی تلاش میں سراب کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے لیکن جب پہنچتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں پاتا سوائے اس کے کہ خدا اس کی اس عبث اور بے کار کوشش کا بدلہ اسے دینے کے لئے وہاں تیار ہو۔

پس مضمون کو سمجھیں، یہ دیکھیں کہ عورت نے جنت کو دوبارہ دینا ہے دنیا کو۔ یہ دیکھیں کہ محمدؐ رسول اللہ کی لونڈیاں ہی ہیں جو محمدؐ رسول اللہ کی غلام عورتیں ہیں انہوں نے ہی اس جنت کی پھر تعمیر کرنی ہے اور پردے کا اس سے بہت گہرا تعلق ہے یعنی پردے کے مضمون کا، پردے کی روح کا۔ اگر آپ اس پر قائم رہیں تو آپ کے گھر تسکین سے بھر جائیں گے اور جو پاک نمونے آپ دنیا پہ چھوڑیں گی، جو اثرات دنیا پہ مترتب کریں گی وہ اثرات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی جنت کی تعمیر شروع کریں گے اور ایک نئے معاشرے کی بناء ڈالیں گے۔ یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی خاطر ہم بار بار آپ سے مخاطب ہوتے ہیں۔ یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتیں یکساں کوشش کریں خواہ وہ انگریز احمدی عورتیں ہوں یا امریکن احمدی عورتیں ہوں، کالی ہوں یا گوری ہوں، افریقہ کی ہوں یا چین اور جاپان سے تعلق رکھتی ہوں یا ہندوستان یا بنگلہ دیش سے وہ ایک ہی امت ہیں، یاد رکھیں، اس لئے پردے کی روح یکساں سب میں برابر ہونی چاہئے۔

یہ درست نہیں ہے کہ انڈونیشیا کا پردہ اور ہے اور عرب کا پردہ اور ہے اور بنگال کا پردہ اور ہے اور ہندوستان اور پاکستان کے پردے اور ہیں۔ اور اگر ہیں تو محض اس حد تک اور رہنے کی اجازت ہے جس حد تک یہ اسلامی روح کو مختلف رنگ میں پیش نہ کرتے ہوں۔ اگر پردے کی روح مختلف صورتوں میں منعکس ہو رہی ہو تو پھر یہ پردے غلط ہیں۔ اگر امتیاز ہیں تو معمولی تمدنی امتیاز، فرق ہیں تو تھوڑے تھوڑے معاشرتی فرق ہیں لیکن جہاں تک روح کا تعلق ہے وہ ایک ہی عالمی روح ہے جو خدا تعالیٰ کی وحدت کی مظہر ہے تو پھر یہ تھوڑے تھوڑے فرق کچھ بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

پھر اسی طرح پردے کی ظاہری شکلیں ہر عورت کے حالات کے مطابق بدلتی ہیں، اس کی عمر کے مطابق بدلتی ہیں، اس کے عمومی رجحانات سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔

مثلاً ایک عورت بچپن ہی سے اس مزاج کی ہے کہ اس کو ادھر ادھر جھانکنے کی عادت ہی نہیں۔ وہ اپنے من میں مصروف، اپنے آپ میں ڈوبی ہوئی ایک کردار پیش کرتی ہے شروع ہی سے۔ بعض بچیاں میں نے دیکھی ہیں شروع سے اس کردار کی ہوتی ہیں جن کو قرآن کریم "المومنات الغافلات" قرار دیتا ہے۔ یہ غافل عورتیں ہیں ان کو کچھ بھی پرواہ نہیں گرد و پیش کی۔ ان کا پردہ ڈھیلا ہو یا سخت ہو کسی کو کوئی دعوت نہیں دیتا۔ وہ اپنے من میں ڈوبی ہوئی عورتیں ہیں اور آزاد ہیں اس بات سے کہ دنیا انہیں دیکھ رہی ہے اور کیا نہیں دیکھ رہی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو ایسی عورتوں پہ الزام لگاتا ہے وہ سب سے مکروہ جرم کرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اسے سخت سزا دے گا۔ پس ایک "غافلات" کی دنیا ہے وہ ایک اور ہی دنیا ہے جو جاری و ساری مقامی تمدن اور مقامی روایات سے الگ ایک عالمی دنیا ہے جس سے وہ تعلق رکھتی ہیں۔

پھر بعض خواتین ہیں جو بچپن سے ہی عادی ہیں کہ کچھ ان کی طرف توجہ دی جائے اور چھوٹی بچیاں بھی ہوں تو ان کا سنگھار پٹار بتاتا ہے کہ ان کو چین نہیں آئے گا جب تک لوگ انہیں دیکھیں نہ۔ اور اس وجہ سے وہ شروع ہی سے اپنے حسن کو ابھار کر اور نکھار کر پیش کرنے کی عادت اختیار کر لیتی ہیں۔ جب وہ اپنے بال تراشتی ہیں تو نظر آ جاتا ہے کہ کس کی خاطر تراشے جا رہے ہیں۔ جب وہ اپنا حلیہ بناتی ہیں جو بھی بنائیں تو یہ بحث نہیں ہے کہ لپ سٹک جائز ہے یا ناجائز ہے، جائز ہے مگر بنانے والے ہاتھ، لپ سٹک بنانے والے ہاتھ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ لپ سٹک جائز ہے یا ناجائز ہے۔ بعض خواتین طبعی طور پر اپنے آپ کو اچھا دکھانا چاہتی ہیں مرد بھی یہی چاہتے ہیں مگر اچھا دکھانا کس حد تک۔ اپنی خامیوں پر پردہ ڈالنا انسانی فطرت ہے۔ اپنے رنگ پر تھوڑا سا غازہ مل لینا کوئی گناہ نہیں۔ ہونٹوں پہ طبعی خون کی سرخی نہ ہو تو کچھ لگا دینا کوئی حرج نہیں۔ مگر اگر اس سے بڑھ کر دعوت عام کے طور پر اسے استعمال کیا جائے، اس نیت سے کیا جائے تو پھر یہی حرکت گناہ کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسی پہلو سے اس پردے کے مضمون کو کھولا ہے کہ تم اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو۔ اپنی عزت کا خیال کرو۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں غیروں سے گزند پہنچے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم سوسائٹی میں عیش و عشرت کے کھلونے بن جاؤ۔ تمہاری عزت اور وقار کے قیام کی خاطر ہم تمہیں پردے کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس **عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کی پردے کی تعلیم** سے وابستہ ہے۔ جہاں جہاں اسے نظر انداز کریں گے وہیں وہیں بدی کے پھل لگنے شروع ہو جائیں گے اور ضرورت نہیں کہ جنت سے سب کے سب پہلے نکالے جائیں تو پھر بد درختوں میں جائیں گی۔ قرآن کریم نے جس جنت کا نقشہ کھینچا ہے وہاں بد درخت موجود ہیں اور ترجمہ کرنے والے اور تفسیر کرنے والے یہ غور نہیں کرتے کہ اگر وہ جنت کچھ اور تھی جیسی مرنے کے بعد نصیب ہو گی تو وہاں بدی کے پھل کیا کام کر رہے تھے۔ وہاں ان کا وجود کیا حیثیت رکھتا تھا۔ کس طرح خدا نے اس پاک جنت میں ناپاک، ناجائز پھلوں کو اگنے کی اجازت دی۔

پس دراصل جنت وہ معاشرہ ہے جو ایک نبی تعمیر کرتا ہے۔ اس معاشرے میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ بد درختوں کی مثال، کچھ نیک درختوں کی مثال۔ اور معاشرے کو عمومی طور پر یہ تعلیم ہے کہ نیک درختوں سے تعلق قائم کرو اور بد درختوں سے تعلق کاٹ رکھو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو بدیاں آخر تم پر غالب آ جائیں گی اور تمہاری جنت کی حیثیت بدل جائے گی یہاں تک کہ پھر آسمان سے آوازیں آئیں گی کہ اس جنت سے نکل جاؤ اب تمہارا اس جنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس اس پہلو سے پردے کو سمجھیں۔ کوئی سختی کا حکم نہیں ہے بلکہ ایک نیک مشورہ ہے، ایک نصیحت ہے۔ اگر اسے سمجھیں اور سنیں اور اس کی روح کو قائم کریں تو آپ کا بھی فائدہ ہے اور جماعت کا بھی فائدہ ہے۔ اسلام کا فائدہ ہے۔ تمام عالم میں ایک ہی روح کی علمبردار عورتیں آئندہ زمانوں کے لئے جنت پیدا کر جائیں گی اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ جنت ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رہے گی۔ مگر ابھی سے جو رخنے پیدا ہو رہے ہیں ابھی سے جو چیلنجز (Challanges) اٹھ رہے ہیں ان کے مقابلے کے لئے سارے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

# چوتھی جنوبی ہند ریجنل سالانہ کانفرنس

جملہ جماعتہائے احمدیہ بھارت بالخصوص صوبہ جات آندھرا پردیس، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرلہ کی جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تاریخی شہر حیدرآباد میں ۲۹، ۳۰ جون کی تاریخوں میں دوروزہ چوتھی جنوبی ہند ریجنل سالانہ کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے کانفرنس میں شرکت کے لئے جملہ احباب جماعت احمدیہ کو مخلصانہ دعوت دی جاتی ہے قیام و طعام کا انتظام مجلس استقبالیہ کی جانب سے ہوگا۔ شرکت کے خواہشمند احباب درج ذیل پتہ پر اپنی آمد کی اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ اور دعا کریں اللہ اس کانفرنس کو ہر لحاظ سے کامیاب اور غیر معمولی برکات کا موجب بنائے۔

پتہ: محمد بشیر الدین صدر مجلس استقبالیہ جنوبی ہند کانفرنس
احمدیہ مسلم مشن۔ افضل گنج۔ نزد افضل گنج بس اسٹینڈ
حیدرآباد۔ پن کوڈ ۵۰۰۰۱۲

# داخلہ مدرستہ المعلمین قادیان

احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یکم ستمبر ۹۶ء سے مدرستہ المعلمین کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا خواہشمند، صحت مند، نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل کوائف کے ہمراہ محترم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کریں مطبوعہ فارم وقف جدید بیرون سے حاصل کر سکتے ہیں۔

## شرائط داخلہ درج ذیل ہیں

۱۔ درخواست دہندہ اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو استثنائی صورت میں انڈر میٹرک بھی لیا جا سکتا ہے
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔
۶۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔
۷۔ درخواست دہندہ اپنے تعلیمی و طبی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو پاسپورٹ سائز ۳۰ جولائی ۹۶ء تک ارسال کرے۔
۸۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر اترنے والے امیدوار کو ہی داخل کیا جائیگا

نوٹ: قادیان آنے کے لئے اخراجات سفر امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔
۲۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپس سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔
۳۔ قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ اپنے ہمراہ لانے ضروری ہیں۔
۴۔ امیدوار کا ۱۶ اگست تک قادیان پہنچنا ضروری ہے۔
۵۔ مقررہ تاریخ کے بعد کسی امیدوار کی درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔

(نگران مدرستہ المعلمین)

# جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ و مسیح موعود علیہ السلام

جن جماعتوں کی طرف سے جلسہ ہائے یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ و یوم مسیح موعود علیہ السلام کی خوشکن تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت موصول ہوئی ہیں ان کے نام بغرض دعا درج کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان جلسوں میں حصہ لینے والوں اور شرکت کرنے والوں کے علم و ایمان میں برکت عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ قادیان، بھدرک، کلکتہ، پتھہ پیریم، مجلس خدام الاحمدیہ تیما پور، کالابن لوہارکہ، لجنہ اماء اللہ قادیان، امروہہ، بنارس، شاہجہانپور، شیموگہ، حیدرآباد، ظہیر آباد، آرہ، چنتہ کنتہ، ساونت واڑی، جمشید پور، وڈمان، دھواں ساہی، کٹک، عثمان آباد، کاوارتی، بنگلور موسی بنی مائنز، بھدرواہ، گرڈاپلی، پینگاڈی، کالیکٹ، شورت، میلاپالم، یادگیر، سونگڑہ، پردا، کیندراپاڑہ، کیرنگ، ساگر، ناصرات الاحمدیہ شیموگہ۔

# امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت

جملہ اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ بھارت قادیان کی طرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ **۲۵ اگست ۱۹۹۶ء** بروز اتوار ہوگا۔ اراکین ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ زعماء کرام اس ضمن میں اراکین کو کما حقہ، تعاون دیں۔ اور درس و تدریس کا مناسب انتظام فرمائیں۔ ناظمین اور مبلغین کرام سے بھی اس تعلق سے کما حقہ، تعاون کی امید کی جاتی ہے۔ نصاب کی تفصیل دفتر مجلس انصار اللہ بھارت سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

جملہ زعماء کرام اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے اراکین کی تعداد سے (جو امتحان میں شرکت کریں گے) دفتر ہذا کو جلد مطلع فرمائیں تاکہ اس کے مطابق انتظامات کئے جا سکیں۔

نصاب میں مقررہ کتب مجالس کی طرف سے آرڈر ملنے پر دفتر قیمتاً مہیا کر دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت

# احمدی طلباء و طالبات کے لئے ضروری اعلان

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں قائم معلوماتی سیل (Information Cell) کے ذریعہ احمدی طلباء و طالبات کی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے ہر قسم کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو دنیا کے مختلف ممالک میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل معلومات نظارت تعلیم ربوہ کو ارسال فرمادیں۔

☆ مضامین کی گائیڈ (Subject Guide) جس سے بآسانی پتہ چل سکے کہ کون سا مضمون کس ادارہ میں انڈر گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ لیول پر پڑھایا جاتا ہے۔
☆ ادارہ جات کے بارہ میں معلومات جو چھپی ہوئی صورت میں ہوں۔
☆ فنانشل ایڈ کے بارہ میں معلومات، تاکہ طلبہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

(نظارت تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے۔ انہیں [illegible] اور ان کی خاک [illegible]


روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد



تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ:۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر حیدرآباد

وزن کم کرنے، بڑھانے، موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں تمام کی جانیوالی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے (باڈی ویٹ ساتھ لکھیں) مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔

باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔

مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں:۔

M.A. SALEEM (BODY BUILDER),
H.NO. 18-2-888/1071. NIMRA COLONY,
FALAKNUMA POST-500253., HYDERABAD (A.P.) INDIA.

# انٹرویو

# حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور اقدس کا یہ انٹرویو INDIA LINK INTERNATIONAL دسمبر ۱۹۹۵ء اور جنوری ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں شائع ہوا جسکا ترجمہ رسالہ مذکور کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے

(ترجمہ :- میاں عبدالرزاق ـ اوفن باخ جرمنی

میں جماعت احمدیہ کے روحانی راہنما حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع سے لندن کے شمال مغربی علاقہ میں واقعہ مسجد سے ملحق ان کے دارالمطالعہ میں ملا ـ آپ خندہ پیشانی اور دلربا مسکراہٹ کے ساتھ مجھے اس طرح ملے کہ میں نے اپنے آپ کو بالکل بے تکلف اور اپنائیت کے ماحول میں محسوس کیا ـ مجھے مسلمانوں کے اس روحانی راہنما کے متعلق جاننے کا اشتیاق تھا جو چند دن قبل اسلام آباد ٹل فورڈ ( Tilford. Surey U.K ) میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دس ھزار کے مجمع سے مسحور کن خطاب کر رہے تھے اور جلسہ سالانہ میں موجود سامعین اس قدر انہماک سے آپ کی تقریر سن رہے تھے جیسے ایک ایک لفظ کا نزول آسمان سے ہورہا تھا ـ اپنی تقریر میں آپ نے ان اذیتوں اور ناانصافیوں کا تذکرہ کیا جس کا جماعت احمدیہ کو چند مسلم ممالک کی طرف سے سامنا ہے خاص طور پر پاکستان میں لیکن آپ نے جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی ان کامیابیوں کا خصوصیت سے ذکر کیا جو اس جماعت کو یورپ اور افریقہ میں حاصل ہورہی ہیں ـ

یہ کنونشن جسے جلسہ بھی کہا جاتا ہے ـ اتحاد و وحدت، کا آئینہ دار ایسے لوگوں کا جو مختلف ممالک سے آئے تھے اور ایک ہی عقیدہ پر متحد تھے ایک سماجی اور ثقافتی اجتماع تھا ـ یہ اجتماع بین الاقوامی اخوت اور بھائی چارے کی علامت دکھائی دے رہا تھا ـ میں نے ( حضرت ) مرزا احمد سے پوچھا کہ ایسے جلسوں کی اہمیت و خصوصیت کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا " تاریخی لحاظ سے یہ جلسہ ہماری جماعتی ترقی میں نمایاں اہمیت کا حامل ہے اور جماعت کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے ـ"

جماعت احمدیہ کی تاریخ کا پہلا جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں بانی سلسلہ احمدیہ کی سرکردگی میں ہوا تھا ـ اس موقعہ پر آپ نے خود اس جلسہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ میرے متبعین جو دور و نزدیک آباد ہیں ـ قادیان آئیں اور اپنے امام کو دیکھیں ـ جماعت احمدیہ کی تعلیم کا تفصیلی مطالعہ کریں اور پھر واپس جاکر پہلے سے زیادہ جوش اور شوق کے ساتھ تبلیغ کریں ـ اس طرح یہ جلسہ ہمارے اس عہد کی تجدید کرتا ہے کہ ہمیں دین اسلام کی سربلندی اور خدمت کے لئے کمربستہ رہنا ہوگا ـ

دوم :- یہ جلسہ ایک قسم کا جشن ہی نہیں جو ہم ہر سال احمدیت کی ترقی پر مناتے ہیں بلکہ شرکاء جلسہ یہاں آکر علماء سلسلہ کی تقاریر سے اپنی علمی استعدادوں کو بھی بڑھاتے ہیں ـ

سوم :- اس طرح کے جلسے شرکاءِ جلسہ کی روحانی اور مذہبی تربیت کا بہت اچھا موقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی اخوت کے فروغ کا باعث بھی بنتے ہیں ـ

میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ " ایک صدی کے اندر اندر دنیا بھر کے بہت سے ممالک میں اس جماعت کی غیر معمولی ترقی سے میں بہت متاثر ہوا "ـ

اسلئے قدرتی طور پر میں جماعت کی اس ترقی اور وسعت کا تاریخی پس منظر جاننے کے لئے بے تاب تھا اور میں نے دریافت کیا کہ جماعت کی یہ ترقی کس وقت اور کس زمانہ میں شروع ہوئی ـ

جماعت کی ترقی تدریجی مراحل میں ہوئی ـ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ہی جماعت تعداد کے لحاظ سے مستحکم ہوچکی تھی ـ مگر گذشتہ دس سالوں میں یورپ ـ ایشیا اور افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے مثلاً گذشتہ سال ۹۵ ـ ۱۹۹۴ ، صرف ایک سال میں دنیا بھر میں ۸ لاکھ سے زائد افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں ـ

( حضرت ) مرزا احمد ( ایدہ اللہ تعالیٰ ) نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوتے فرمایا کہ ترقی ایک جاری رہنے والا عمل ہے ـ لوگ اپنی روحانی نجات کے لئے جماعت احمدیہ میں شامل ہورہے ہیں ـ

( حضرت ) مرزا احمد نے ذرائع تبلیغ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کتب پمفلٹ اور اب ٹیلویژن کے ذریعہ اپنے نظریات اور پیغام کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں ـ

۱۹۴۷ء میں برصغیر ہندوستان میں تاریخ اسلام ایک نئے دور میں داخل ہوئی ملک دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ـ مسلمانوں نے اپنا الگ ملک ( پاکستان ) حاصل کرلیا ـ جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کی اکثریت بھی پاکستان منتقل ہوگئی اور جماعت احمدیہ کے ایک نہایت ہی اہم راہنما چوھدری ظفراللہ خان پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مقرر ہوئے ـ مگر جلد ہی پاکستان میں احمدیوں کی زندگی اجیرن بنادی گئی ـ اور ان پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا ـ

حضرت مرزا ( طاہر ) احمد صاحب نے بڑی حکمت سے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ قانون کے احترام کی تعلیم دیتے ہیں ـ اور یہ کہ وہ اشتعال انگیزی کے باوجود مشتعل نہ ہوں ـ ہماری مساجد کو جلایا گیا ہمارے افراد کو محض اس جرم کی وجہ سے قتل کیا گیا اور مارا گیا کہ وہ احمدی ہیں ـ ہمارے کئی افراد کو قتل کیا گیا اور پیٹا گیا محض اس وجہ سے کہ وہ احمدی ہیں لیکن ہم نے آج تک کوئی پرتشدد کارروائی نہیں کی ـ

پاکستان کے حکومتی حلقہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایسی متعصبانہ کارروائیاں مسٹر بھٹو کے دور میں شروع ہوئیں ـ مگر فوجی ڈکٹیٹر ضیاالحق کے دور میں ہماری جماعت پر تقریباً مکمل پابندی عائد کردی گئی ـ حکومت نے قانونی طور ہمیں غیر مسلم قرار دے دیا ـ

حضرت مرزا ( طاہر ) احمد صاحب نے بڑے کرب مگر بغیر عناد کے بتایا کہ انہوں نے ہم کو غیر مسلم قرار دیا ـ جو صدق دل سے اسلام کے تمام اصولوں پر عمل پیرا ہیں ـ

پاکستان میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت اہل سنت و الجماعت فرقہ سے تعلق رکھتی ہے مگر مسلمانوں میں بہت فرقے ہیں ـ حضرت مرزا ( طاہر احمد ) صاحب نے مجھے بتایا کہ اسلام میں ۷۳ فرقے پائے جاتے ہیں ـ میں نے حضرت مرزا صاحب کو ( سوامی وی وے کانڈا ) کے بیان کا حوالہ دیا کہ مذہب میں جتنے فرقے ہونگے اتنا ہی مذہب زیادہ فعال سمجھا جائے گا ـ مثال کے طور پر ہندوؤں میں یہ بات عام ہے کہ ہر گرو یا پنڈت اپنی مرضی کا فرقہ اختیار کرسکتا ہے جس سے مذہب کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ مذہب استحکام پکڑتا ہے ـ

اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے وضاحت کی کہ مذہب خصوصیت کے ساتھ اس بات کا ضامن ہے کہ وہ انسانی شخصیت کے روحانی پہلوؤں کی تربیت کرے ـ " جب حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا الہامی کلام تھا کہ آپ خدا کے فضل سے اس کام پر مامور کئے گئے ہیں ( اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کام کے لئے چن لیا ہے ) تقریباً تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور اسی زمانہ میں مقرر ہے ـ ہندو بھی اپنے کرشن کی آمد پر یقین رکھتے ہیں ـ بدھ مت کے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ ان کا مذہبی راہنما بدھ دوبارہ ضرور آئے گا ـ حضرت مرزا غلام احمد نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ سارے مذاہب کے لئے مہدی معہود بن کر آئے تھے ـ خدا کو کیا پڑی ہے کہ ہر مذہب کے لئے الگ الگ راہنما بھیجے ـ اس طرح خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ مذہب میں پیچیدگی پیدا کی جائے ـ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے ـ

حضرت مرزا صاحب جنہوں نے علمی خدمات کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے ـ ایک منظم شخصیت کے مالک ہیں اور تازہ ترین سائنسی اور سماجی ترقیات سے بھی باخبر رہتے ہیں ـ ایک ایسے ہی فی البدیہہ سوال پر کہ اسلام کے بنیادی احوال کا اطلاق اسلام کی ترقی پر کس طرح ہے کے جواب میں آپ نے مجھے مثبت انداز میں اس طرح جواب دیا کہ آپ کے فقرات سچے تلے تھے ( موقع کے مطابق ـ اور جامع ) ـ اسلام ایک بنیادی حیثیت کا حامل مذہب ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے بتایا :-

اس لئے کہ مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کے پیش کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ان کی تمام بنیادی ضروریات پوری ہوجاتی ہیں لیکن بنیادی حیثیت کا حامل ہونے سے دہشت گردی ہرگز مراد نہیں ـ ہم بعض اوقات یہ بات نظر انداز کرجاتے ہیں کہ اسلام کا مطلب ہی امن ہے ـ دہشت گردی اسلام کے منافی ہے ـ جہاد بھی بعض ملکوں میں صرف لوگوں کی ہٹ دھرمی اور عناد کے لئے ہوا ہے جہاد کا مفہوم حملہ کرنا ہرگز نہیں ـ یہ صرف اور صرف دفاع کے معنوں میں ہے ـ اس کے مفہوم میں ہرگز یہ نہیں کہ خدا کے نام پر دوسروں پر حملہ کیا جائے ـ بلکہ جہاد کا مطلب ہے اپنا دفاع کرنا اس میں بعض اوقات اسلحے کا استعمال بھی کیا جاتا ہے تاکہ مسلح حملہ آور کو اس کے حملے سے روکا جاسکے ـ اگر کوئی شخص اسلام کے خلاف کوئی مضمون لکھ کر اس کی بے حرمتی کرتا ہے تو اس کا جواب تحریری مضمون اور کتابوں کے ذریعے دیا جانا چاہیئے ـ نہ کہ کتابوں کو جلا دیا جائے اور مصنف کو قتل کردیا جائے ـ حضور نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ـ ہماری گفتگو ایک گھنٹہ تک جاری رہی ـ بہت سے لوگ باہر انتظار کررہے تھے ـ

حضرت مرزا صاحب آج ہی کیا روزانہ ہی مصروف دن گذارتے ہیں ـ وہ رات ۲ بجے اٹھتے ہیں ـ نمازوں پر خاصا وقت خرچ ہوتا ہے ـ ایک مستعد اور فعال جماعت کے روحانی راہنما کی حیثیت سے آپ نے بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں ـ یہ فرائض ادا کرنے کافی بوجھل ہوجاتے ہیں کیوں کہ جماعت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ـ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق جماعت احمدیہ کے مراکز ۱۴۸ ممالک میں قائم ہوچکے ہیں ـ دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے کنونشنز میں آپ کے روحانی اور علمی تجربہ کی بناء پر جماعت کے افراد آپ کے لئے چشم براہ رہتے ہیں ـ اور شدید خواہش رکھتے ہیں کہ آپ ان کے کنونشن میں شریک ہوں ـ حضرت مرزا صاحب نے آخر پر کہا :-

**ہم امن میں یقین رکھتے ہیں ـ انصاف پسندی اور اتحاد و روابط باہمی ہمارا شعار ہے اور ہم مخلص مسلمان ہیں ـ یہ چیز احمدی مسلمانوں میں راسخ ہو چکی ہے لوگوں کو جو وہ چاہیں ہمارے خلاف کہنے دو لیکن ہم پر امن رہیں گے ـ**

(بشکریہ اخبار احمدیہ جرمنی مئی ۹۶ء)